بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
www.ahlulhadeeth.net

عقیدہ ائمہ اربعہ

امام ابوحنیفہ، امام مالک
امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین

تالیف: ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس
پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض

ترجمہ:
ابوہشام اعظمی

طباعت اشاعت
وزارت اسلامی امور اوقاف ودعوت وارشاد
مملکت سعودی عرب

انٹرنیٹ ایڈیشن: مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

پہلا مبحث

اس بات کا بیان کہ ایمان کے علاوہ اصول دین کے باقی مسائل میں ائمہ اربعہ کا عقیدہ ایک ہے

چاروں آئمہ - ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد - کا عقیدہ وہی ہے جسے کتاب وسنت نے بیان کیا ہے اور جس پر صحابہ اور ان کے تابعین کرام تھے، الحمدللہ ان ائمہ کے درمیان اصولی کوئی نزاع نہیں ہے۔ بلکہ یہ لوگ رب تعالی کی صفات پر ایمان لانے میں متفق ہیں، اور اس پر بھی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، اور اس پر بھی ایمان کے دل اور زبان کی تصدیق ضروری ہے، اور یہ لوگ جہمیہ وغیرہ پر نکیر کرتے تھے جو یونانی فلسفہ اور کلامی مذاہب سے متاثر تھے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں:

"......لیکن بندوں پر اللہ کی یہ رحمت ہے کہ جن ائمہ کے لئے امت کے اندر زبان صدق ہے۔ جیسے ائمہ اربعہ......وغیرہ .... یہ ائمہ اہل کلام یعنی جہمیہ پر قرآن وایمان اور صفات رب کے بارے میں ان کے اعتقادات پر تنقید کرتے تھے اور سلف کی اس بات پر متفق تھے کہ اللہ آخرت میں دیکھا جائے گا، اور قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، اور ایمان میں دل اور زبان کی تصدیق ضروری ہے۔ (۱)

اور یہ بھی کہتے ہیں: مشہور ائمہ سب کے سب اللہ تعالی کی صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کو آخرت میں دیکھا جائے گا، یہی صحابہ کا مذہب ہے، اور یہی ان کے تابعین کرام، یعنی اہل بیت وغیرہ کا مذہب ہے، اور یہی ائمہ متبوعین مثلاً مالک بن انس، ثوری، لیث بن سعد، اوزاعی، ابوحنیفہ، شافعی اور احمد کا مذہب ہے۔ (۲)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے امام شافعی کے عقیدہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

"امام شافعی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور سلف امت جیسے مالک، ثوری، اوزاعی، ابن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ کا عقیدہ وہی ہے جو ان لوگوں کا عقیدہ ہے جنکی اقتدا کی جاتی ہے مثلاً فضیل بن عیاض، ابوسلیمان دارانی اور سہل بن عبداللہ تستری وغیرہ، کیونکہ ان ائمہ میں اور ان جیسے اہل علم میں اصول دین کے اندر کوئی نزاع نہیں ہے۔ اور یہی معاملہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ہے، کیونکہ توحید اور تقدیر وغیرہ میں ان سے جو عقیدہ ثابت ہے وہ ان لوگوں کے عقیدے کے موافق ہے، اور ان لوگوں کا وہی عقیدہ ہے جس پر صحابہ اور ان کے تابعین باحسان تھے، اور وہ وہی عقیدہ ہے جس کو کتاب وسنت نے بیان کیا ہے"۔ (۳)

یہی بات علامہ صدیق حسن خان نے بھی اختیار کی ہے، وہ کہتے ہیں:

"ہمارا مذہب اور سلف کا مذہب یہ ہے کہ اثبات بلا تشبیہ اور تنزیہ بلا تعطیل۔ اور یہی ائمہ اسلام مثلاً مالک، شافعی، ثوری، ابن مبارک اور امام احمد وغیرہ کا مذہب ہے، ان ائمہ کے درمیان اصول دین کے بارے میں کوئی نزاع نہیں ہے، اور اسی طرح

ابوحنیفہ–رضی اللہ عنہ–ہیں، کیونکہ ان سے جو عقیدہ ثابت ہے وہ ان لوگوں کے عقیدے کے موافق ہے، اور یہ وہی عقیدہ ہے جسے کتاب وسنت نے بیان کیا ہے"۔ (۳)

لیجئے! چاروں ائمہ متبوعین: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد اصول دین کے مسائل میں جو عقیدہ رکھتے ہیں، اور علم کلام کے بارے میں جو ان کا جو موقف ہے ان کے تعلق سے ان کے اقوال کا ایک مجموعہ ملاحظہ فرمائیے۔ !

(۱): کتاب الایمان ص: ۳۵۰، ۳۵۱، دار الطباعۃ المحمدیہ، تعلیق: محمد الہراس۔

(۲): منہاج السنۃ ۲/۱۰۶۔

(۳): قطف الثمر ص ۴۷، ۴۸۔

دوسرا مبحث

امام ابوحنیفہ کا عقیدہ

الف: توحید کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال:

اولاً: اللہ کی توحید، شرعی توسل کے بیان اور بدعی توسل کے ابطال کے بارے میں ان کا عقیدہ:

(۱) ابوحنیفہ نے کہا: ''کسی کے لئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اس کے واسطے سے، اور جس دعا کی اجازت ہے اور جس کا حکم ہے وہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيٓ أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

''اور اللہ کے اچھے نام ہیں، پس اسے انہیں سے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں الحاد کرتے ہیں، انہیں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کا جلدی بدلہ دیا جائے گا۔ (۱)

(۲) ابوحنیفہ نے کہا: ''مکروہ ہے کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ میں بحق فلاں، یا بحق انبیاء ورسل تیرے، یا بیت حرام ومشعر حرام تجھ سے سوال کرتا ہوں''۔ (۲)

(۳) اور ابوحنیفہ نے کہا: ''کسی کے لئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے، اور میں یہ بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہ کے واسطے سے (۳)، یا بحق تیری مخلوق کے''۔ (۴)

ثانیاً: صفات کے اثبات اور جہمیہ کے رد میں ان کا قول:

(۴) اور انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقین کی صفات سے متصف نہیں کیا جا سکتا، اس کا غضب اور اس کی رضا بلا کیف اس کی صفات میں سے دو صفتیں ہیں، اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا قول ہے۔ وہ غضبناک ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا غضب اس کی عقوبت ہے، اور اس کی رضا اس کا ثواب ہے۔ اور ہم اس کو ویسے ہی متصف کریں گے جیسے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے۔ وہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، وہ زندہ ہے، قادر ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے، عالم ہے، اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، اور اس کی مخلوق کے ہاتھ جیسا نہیں ہے۔ اور اس کا چہرہ اس کی مخلوق کے چہرے جیسا نہیں ہے۔ (۵)

(۵) اور کہا کہ: ''اس کے لئے ہاتھ اور چہرہ اور نفس ہے، جیسا کہ اللہ نے اسے قرآن میں ذکر کیا ہے، اور جس چیز کو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے یعنی چہرہ اور ہاتھ اور نفس کا ذکر تو وہ بلا کیف اس کی صفات ہیں۔ اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی

قدرت یا نعمت ہے، کیونکہ اس صفت کا ابطال ہے، اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا قول ہے"۔ (۶)

(۶) اور کہا کہ: "کسی کے لئے درست نہیں ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں کچھ بولے، بلکہ اس کو اسی وصف سے متصف کرے جس سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اس کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ نہ کہے، اللہ رب العالمین بابرکت اور بلندتر ہے"۔ (۷)

(۷) اور جب نزول الٰہی کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ بلا کیف نازل ہوتا ہے"۔ (۸)

(۸) اور ابوحنیفہ نے کہا: "اللہ تعالیٰ اوپر کی جانب (توجہ کرکے) پکارا جائے گا، نیچے سے نہیں، کیونکہ نیچے ہونا ربوبیت اور الوہیت کے وصف سے کوئی تعلق نہیں رکھتا"۔ (۸)

(۹) اور کہا کہ "وہ غصہ ہوتا اور راضی ہوتا ہے، مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کا غصہ اس کی عقوبت ہے، اور اس کی رضا اس کا ثواب ہے"۔ (۹)

(۱۰) اور کہا کہ "وہ اپنی مخلوق کی چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے مشابہ نہیں، اور اپنی مخلوق کے بھی مشابہ نہیں۔ وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا"۔ (۱۰)

(۱۱) اور کہا کہ "اس کی صفات مخلوق کی صفات کے برخلاف ہیں۔ وہ جانتا ہے مگر ہمارے جاننے کی طرح نہیں۔ وہ قدرت رکھتا ہے مگر ہمارے قدرت رکھنے کی طرح نہیں۔ وہ دیکھتا ہے مگر ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں۔ وہ سنتا ہے مگر ہمارے سننے کی طرح نہیں وہ بولتا ہے مگر ہمارے بولنے کی طرح نہیں"۔ (۱۱)

(۱۲) اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ کو مخلوقین کی صفات کے ساتھ متصف نہیں کیا جائے گا"۔ (۱۲)

(۱۳) اور کہا کہ "جس نے اللہ کو بشر کے معنوں میں سے کسی معنی کے ساتھ متصف کیا اس نے کفر کیا"۔ (۱۳)

(۱۴) اور کہا کہ "اللہ کی ذاتی اور فعلی صفات ہیں۔ ذاتی صفات: حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر اور ارادہ ہیں۔ اور فعلی صفات یہ ہیں: پیدا کرنا، روزی دینا، موجود کرنا، بغیر سابقہ اور مادہ نمونہ کے کسی چیز کو وجود میں لانا، بنانا اور دیگر صفات فعل۔ اور وہ اپنے اسماء و صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا"۔ (۱۴)

(۱۵) اور کہا کہ "وہ اپنے فعل کے ساتھ ہمیشہ سے کرنے والا رہا ہے، اور فعل ازلی صفت ہے، اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے، اور فعل ازلی صفت ہے، اور مفعول مخلوق ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فعل مخلوق نہیں ہے"۔ (۱۵)

(۱۶) اور کہا کہ "جو شخص یہ کہے کہ میں اپنے رب کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں، اس نے کفر کیا۔ اور ایسے ہی وہ شخص بھی جو یہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں" (۱۶)

(۱۷) اور ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ جس رب کی آپ عبادت وہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ

زمین میں نہیں آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا تو اللہ کا یہ جو قول ہے کہ ﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ ﴾ (وہ تمہارے ساتھ ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو" (۱۷)

(۱۸) اور کہا کہ "اسی طرح اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے، لیکن اس کی مخلوق کے ہاتھ کی طرح نہیں ہے" (۱۸)

(۱۹) اور کہا کہ "بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین میں نہیں' آسمان میں ہے اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ کا جو قول ہے کہ ﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ ﴾ (وہ تمہارے ساتھ ہے) تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو" (۱۹)

(۲۰) اور انہوں نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا تھا تب بھی وہ متکلم تھا" (۲۰)

(۲۱) اور کہا کہ "وہ اپنے کلام کے ساتھ متکلم تھا اور کلام اس کی ازلی صفت ہے" (۲۱)

(۲۲) اور کہا کہ "وہ کلام کرتا ہے، مگر ہمارے کلام کی طرح نہیں" (۲۲)

(۲۳) اور کہا کہ "موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴾ (اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا) اور اس نے جب موسیٰ علیہ السلام سے کلام نے کیا تھا تب بھی متکلم تھا" (۲۳)

(۲۴) اور کہا کہ "قرآن اللہ کا کلام ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے، دلوں میں محفوظ ہے، زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے" (۲۴)

(۲۵) اور کہا کہ "قرآن غیر مخلوق ہے" (۲۵)

(۱) سورۃ الاعراف: آیت نمبر ۱۸۰

(۲) الدر المختار مع حاشیہ رد المختار ۶/ ۳۹۶، ۳۹۷.

(۳) شرح العقیدۃ الطحاویہ ص: ۲۳۴، اتحاف السادۃ المتقین ۲/ ۲۸۵، شرح الفقہ الاکبر ملا علی قاری ص ۱۹۸۔

(۴) امام ابوحنیفہ اور محمد بن حسن نے یہ بات مکروہ قرار دی ہے کہ آدمی اپنی دعا میں یہ کہے کہ "اے اللہ میں تیرے عرش کی عزت کی بندش گاہ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں" کیونکہ اس کی اجازت کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے، البتہ ابو یوسف نے اس کو جائز کہا ہے، کیونکہ انہیں سنت سے نص مل گئی تھی، جس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعا یہ تھی کہ "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کی بندش گاہوں، اور تیری کتاب کی منتہائے رحمت کے وسطے سوال کرتا ہوں"۔ اس حدیث کو بیہقی نے کتاب الدعوات الکبیر میں روایت کیا ہے جیسا کہ بنایہ ۹/ ۳۸۲، اور نصب الرایۃ ۴/ ۲۷۲ میں ہے، مگر اس کی سند میں تین خامیاں ہیں: (۱) داود بن عاصم نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔ (۲) عبدالملک بن جریج مدلس ہے اور ارسال کرتا ہے۔ (۳) عمر بن ہارون جھوٹ کے ساتھ متہم ہے، اسی لئے ابن جوزی نے کہا ہے جیسا کہ بنایہ ۹/ ۳۸۲ میں ہے، کہ یہ

حدیث بلاشبہ موضوع ہے اور اسکی سند رایگاں ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ دیکھئے تہذیب التہذیب ۳/۱۸۹، ۶/۲۰۵، ۷/۵۰۱، تقریب التہذیب ۱/۵۲۰

(۴) التوسل والوسیلہ ص ۸۲، اور دیکھئے شرح الفقہ الاکبر ص ۱۹۸۔

(۵) الفقہ الابسط ص ۵۶۔

(۶) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۷) شرح العقیدہ الطحاویہ (۲/۴۲۷) تحقیق ڈاکٹر عبداللہ ترکی، جلاالعینین ص ۳۶۸۔

(۸) عقیدہ السلف اصحاب الحدیث ص ۴۲، طبع: دار السلفیہ، الاسماء والصفات بیہقی ص ۴۵۶، کوثری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ اور شرح العقیدہ الطحاویہ ص ۲۴۵، تخریج البانی، شرح الفقہ الاکبر للقاری ص ۶۰۔

(۹) الفقہ الابسط ص ۵۱۔

(۱۰) الفقہ الابسط ص ۵۶، کتاب کے محقق کوثری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

(۱۱) الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

(۱۲) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۱۳) الفقہ الابسط ص ۵۶۔

(۱۴) العقیدہ الطحاویہ بتعلیق البانی ص ۲۵۔

(۱۵) الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

(۱۶) الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

(۱۷) الفقہ الابسط ص ۴۶، اور اسی کے مثل شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاوی (۵/۴۸) میں ابن قیم نے اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص ۱۳۹ میں، ذہبی نے العلوص ۱۰۱، ۱۰۲ میں، ابن قدامہ نے العلوص ۱۱۶ میں، اور ابن ابی العز نے الطحاویہ ص ۳۰۱ میں نقل کیا ہے۔

(۱۸) سورۃ الحدید: آیت نمبر ۴۔

(۱۹) الاسماء وصفات ص ۴۲۹۔

(۲۰) الفقہ الابسط ص ۵۶۔

(۲۱) سورۃ الحدید: آیت نمبر ۴۔

(۲۲) الاسماء والصفات (۲/۱۷۰)

(۲۳) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۲۴) الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

(۲۵) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۲۶) سورۃ النساء: آیت نمبر ۱۶۴۔

(۲۷) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۲۸) الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

(۲۹) الفقہ الاکبر ص ۳۰۱۔

(۳۰) قلائد عقود العقیان (ورق - ۷۷- ب)

(۳۱) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲، ۳۰۳۔

تقدیر کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال

(۱) ایک آدمی امام ابوحنیفہ کے پاس آ کر تقدیر کے بارے میں ان سے مجادلہ کرنے لگا، انہوں نے کہا: ''تم کو معلوم نہیں کہ تقدیر میں غور وخوص کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کوئی سورج کی آنکھوں میں نظر کر رہا ہو، وہ جس قدر زیادہ نظر کرے گا اس کی حیرت زیادہ ہوگی''۔ (۱)

(۲) امام ابوحنیفہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ ازل میں اشیاء کو ان کے ہونے سے پہلے جانتا تھا''۔ (۲)

(۳) اور کہا کہ ''اللہ تعالیٰ معدوم کو اس کے عدم کی حالت میں بحیثیت معدوم جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ جب وہ اس کو موجود کرے گا تو کیسے موجود ہوگا، اور اللہ تعالیٰ موجود کو اس کے وجود کی حالت میں موجود جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا فنا کیسے ہوگا'' (۳)

(۴) اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ''اس کی (مقررہ) تقدیر لوح محفوظ میں ہے۔'' (۴)

(۵) اور کہا کہ ''ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ وہ لکھے، قلم نے کہا: اے رب! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ، وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴾ (۵) (اور ہر چیز جو انہوں نے کی ہے صحیفوں کے اندر ہے۔ اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے)'' (۶)

(۶) اور امام ابوحنیفہ نے کہا ''دنیا اور آخرت میں کوئی بھی چیز اللہ کی مشیت کے بغیر نہ ہوگی'' (۷)

(۷) اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ ''اللہ نے چیزیں بغیر کسی چیز کے پیدا کیں'' (۸)

(۸) اور کہا کہ ''اللہ تعالیٰ پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا'' (۹)

(۹) اور کہا کہ ''ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندہ اپنے اعمال، اقرار اور معرفت کے مخلوق ہے، چنانچہ جب فاعل مخلوق ہے تو اس کے افعال بدرجہ اولیٰ مخلوق ہیں'' (۱۰)

(۱۰) اور کہا کہ ''حرکت وسکون وغیرہ بندوں کے تمام افعال ان کا کسب ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے، اور یہ کہ کل کے کل اس کی مشیت، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے ہیں'' (۱۱)

(۱۱) اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ ''حرکت وسکون وغیرہ بندوں کے تمام افعال حقیقۃً ان کا کسب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ کل کے کل اللہ کی مشیت، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے ہیں، اور طاعتیں کل کی کل اللہ کے حکم، اس کی

پسند، اس کی رضا، اس کے علم، اس کی مشیت، اس کے فیصلے، اسکی تقدیر سے واجب تھیں۔ اور معاصی کل کی کل اللہ کے علم اس کے فیصلے، اس کی تقدیر اور اس کی مشیت سے ہیں، لیکن اس کی پسند، اس کی رضا اور اس کے حکم سے نہیں ہیں" (۱۲)

(۱۲) اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کفر اور ایمان سے سالم پیدا کیا (۱۳) پھر انہیں مخاطب کیا اور حکم دیا اور منع کیا۔ پھر جس نے کفر کیا اس نے اپنے فعل اور انکار حق کو نہ ماننے کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے توفیقی کے نتیجہ میں کفر کیا۔ اور جو ایمان لے آیا وہ اپنے فعل اور اقرار اور تصدیق کے سبب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی نصرت سے ایمان لے آیا" (۱۴)

(۱۳) اور کہا کہ "اس نے آدم کی ذریت کو انکی پشت سے چیونٹیوں کی صورت میں نکالا اور انہیں عقلمند بنایا، پھر ان کو مخاطب کیا، اور انہیں ایمان کا حکم دیا، اور کفر سے منع کیا، اس پر انہوں نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا، چنانچہ یہ ان کی طرف سے ایمان تھا، اور وہ اسی فطرت پر پیدا کئے جاتے ہیں، اب جو کفر کرتا ہے تو اس کے بعد کفر کرتا ہے اور تغیر و تبدیلی کرتا ہے۔ اور جو ایمان لاتا ہے اور تصدیق کرتا ہے تو وہ اسی پر ثابت اور برقرار رہتا ہے" (۱۵)

(۱۴) اور کہا کہ "وہی ہے جس نے چیزیں مقرر کیں اور ان کا فیصلہ کیا، اور دنیا اور آخرت میں کوئی بھی چیز اسکی مشیت، اس کے علم، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر کے بغیر نہیں ہوتی، اور اسے اس نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے" (۱۶)

(۱۵) اور کہا کہ "اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو کفر یا ایمان پر مجبور نہیں کیا، بلکہ انہیں اشخاص پیدا کیا ہے، اور ایمان اور کفر بندوں کا فعل ہے، اور جو کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو حالت کفر میں جانتا ہے، پھر اس کے بعد جب وہ ایمان لاتا ہے تو جب اللہ اس کو مومن جانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے، مگر اس کے بغیر کہ اس کے علم میں کوئی تبدیلی ہو" (۱۷)

(۱) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲،۳۰۲۔

(۲) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۳) سورۃ القمر، آیت نمبر ۵۲،۵۳۔

(۴) الوصیۃ مع شرحہا ص ۲۱۔

(۵) الفقہ الاکبر ص ۳۰۴۔

(۶) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۷) الفقہ الاکبر ص ۳۰۴۔

(۸) الوصیۃ مع شرحہا ص ۱۴۔

(۹) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲۔

(۱۰) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲.

(۱۱) صحیح یہ ہے کہ اللہ نے مخلوق کو فطرت اسلام پر پیدا کیا، جیسا کہ اسے خود ابو حنیفہ اپنے آئندہ قول میں بیان کر رہے ہیں.

(۱۲) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲، ۳۰۳.

(۱۳) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲.

(۱۴) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲.

(۱۵) الفقہ الاکبر ص ۳۰۲.

ایمان کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے اقوال

(۱) کہا کہ "ایمان اقرار اور تصدیق ہے" (۱)

(۲) اور کہا کہ "ایمان، زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے، تنہا اقرار ایمان نہیں" (۲) اسے طحاوی نے ابوحنیفہ اور صاحبین نے نقل کیا ہے" (۳)

(۳) اور ابوحنیفہ نے کہا کہ "ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے" (۴)

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے ایمان کے زیادہ اور کم نہ ہونے کی جو بات کہی ہے اور ایمان کے مسمّی کے بارے میں جو بات کہی ہے کہ وہ دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے، اور عمل حقیقت ایمان سے خارج ہے۔

تو ان کی یہی بات ایمان کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے عقیدے اور بقیہ تمام ائمہ اسلام مثلاً مالک، شافعی، احمد، اسحاق، بخاری وغیرہ کے عقیدے کے درمیان وجہ فرق ہے، اور حق انہی ائمہ کے ساتھ ہے، اور ابوحنیفہ کا قول حق سے الگ تھلگ ہے، لیکن دونوں حالتوں میں انہیں اجر ہے، اور ابن عبدالبر اور ابن ابی العز نے کچھ ایسی بات ذکر کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ واللہ اعلم (۵)

صحابہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا قول:

(۴) امام ابوحنیفہ نے کہا: "ہم صحابہ رسول میں سے کسی کو بھی ذکر نہیں کرتے مگر خیر ہی کے ساتھ" (۶)

(۵) اور کہا: "ہم صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے بھی براءت اختیار نہیں کرتے، اور کسی کو چھوڑ کر کسی سے موالات نہیں کرتے" (۷)

(۶) اور کہا کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کا ایک ساعت کے لئے قیام، ہم میں سے ایک کی تمام عمر کے عمل سے بہتر ہے، چاہے وہ عمر لمبی ہی کیوں نہ ہو" (۸)

(۷) اور کہا کہ: "ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر ہیں، پھر عثمان ہے، پھر علی ہیں، ان سب پر اللہ کی رضا ہو" (۹)

(۸) اور کہا کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی ہیں، اس کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب سے رک جاتے ہیں اور صرف اچھائی کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں" (۱۰)

(۱) الفقہ الاکبر ص۳۰۴.

(۲) کتاب الوصیہ مع شرحہا ص۲.

(۳) الطحاویہ مع شرحہا ص۲۶۰.

(۴) کتاب الوصیہ مع شرحہا ص۲.

(۵) التمہید لابن عبدالبر (۹/۲۴۷) شرح لعقیدہ الطحاویہ ص۳۹۵.

(۶) الفقہ الاکبر ص۳۰۴.

(۷) الفقہ الابسط ص۴۰.

(۸) مناقب ابی حنیفہ از مکی ص۲۶.

(۹) الوصیہ مع شرحہا ص۱۴.

(۱۰) جیسا کہ النور اللامع (ورقہ-۱۱۹-ب) میں ان سے مذکور ہے۔

دین میں کلام وخصومات سے ان کی ممانعت

(۱) امام ابوحنیفہ نے کہا: ''بصرہ میں اہواء والے بہت ہیں، میں وہاں بیس سے زیادہ مرتبہ گیا، اور بسا اوقات یہ سمجھ کر ایک سال یا اس سے کچھ کم وبیش وہاں ٹھہرا رہا کہ علم کلام بڑا جلیل علم ہے'' (۱)

(۲) اور کہا کہ: ''میں علم کلام میں نظر رکھتا تھا، یہاں تک کہ اس درجے کو پہنچ گیا کہ اس فن میں میری طرف انگلیوں سے اشارے کئے جانے لگے۔ اور ہم حماد بن ابی سلیمان کے حلقے میں بیٹھا کرتے تھے، ایک دن میرے پاس ایک عورت نے آکر کہا کہ ایک آدمی ہے، اس کی ایک بیوی ہے جو لونڈی ہے، وہ اسے سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے، کتنی طلاق دے؟

مجھے سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیا کہوں، میں نے اسے حکم دیا کہ وہ حماد سے پوچھے پھر پلٹ کر آئے اور مجھے بتائے، اس نے حماد سے پوچھا، حماد نے کہا: اسے حیض اور جماع سے پاکی کی حالت میں ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑے رکھے یہاں تک کہ اسے دو حیض آجائیں، پھر جب وہ غسل کرلے تو نکاح کرنے والوں کے لئے حلال ہوگئی۔ اس نے واپس آکر مجھے خبر دی، میں نے کہا: مجھے علم کلام کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے اپنا جوتا لیا، اور حماد کے پاس آبیٹھا'' (۲)

(۳) اور وہ کہتے ہیں کہ ''اللہ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ علم کلام میں جو چیزیں مفید نہیں اس کی بابت گفتگو کا دروازہ اسی شخص نے کھولا ہے'' (۳)

اور ان سے ایک آدمی نے پوچھا اور کہا کہ اعراض واجساد کے متعلق گفتگو کے بارے میں لوگوں نے جو کچھ ایجاد کرلیا ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ''وہ تو فلاسفہ کے مقالات ہیں، تم اثر اور طریق سلف کو لازم پکڑو، اور اپنے آپ کو ہر ایجاد کردہ چیز سے بچاؤ کیونکہ وہ بدعت ہے'' (۴)

(۴) حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے پاس میرے والد رحمہ اللہ داخل ہوئے، اور میرے پاس اہل کلام کی ایک جماعت تھی، اور ہم ایک باب میں بحث کررہے تھے، اور ہماری آوازیں اونچی ہوگئی تھیں، جب میں نے گھر میں ان کی آہٹ سنی تو ان کی جانب نکلا، انہوں نے کہا: اے حماد! تمہارے پاس کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا فلان، فلان اور فلان۔ میرے پاس جو لوگ تھے ان کا نام لیا۔ انہوں نے کہا: تم لوگ کس بات میں ہو؟ میں نے کہا: فلاں باب میں ہیں۔ انہوں نے کہا اے حماد! علم کلام چھوڑ دو (حماد کہتے ہیں) میں نے اپنے باپ کو کبھی خلط ملط کرنے والا نہیں پایا تھا، اور نہ ان میں سے پایا تھا جو کسی بات کا حکم دیتے ہوں، پھر اس سے منع کرتے ہوں، اس لئے میں نے ان سے کہا: ابا جان! کیا آپ مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: بیٹے! کیوں نہیں؟ لیکن آج میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ میں نے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا: اے بیٹے! یہ لوگ جو علم کلام کے ابواب میں

اختلاف کیے بیٹھے ہیں، جنہیں تم دیکھ رہے ہو، یہ ایک ہی قول ایک ہی دین پر تھے، یہاں تک کہ شیطان نے ان کے درمیان کچوکا مارا، اور ان میں عداوت واختلاف ڈال دیا، اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے......" (۵)

(۵) ابو حنیفہ نے ابو یوسف سے کہا: "تم اصول دین یعنی کلام کے بارے میں عام لوگوں سے گفتگو کرنے سے بچ رہنا، کیونکہ یہ لوگ تمہاری تقلید کریں گے، اور اسی میں پھنس جائیں گے" (۶)

اصول دین کے مسائل میں ان - رحمہ اللہ - کا جو عقیدہ تھا، اور علم کلام اور متکلمین کے بارے میں ان کا جو موقف تھا، ان کے بارے میں موصوف کے اقوال کا یہ ایک مجموعہ ہے۔

تمت بحمد اللہ

تیسرا مبحث

امام مالک بن انس کا عقیدہ

توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) ہروی نے شافعی سے روایت کی ہے کہ مالک سے کلام توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو مالک نے کہا: ”محال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ آپ نے اپنی امت کو استنجا تو سکھادیا، توحید نہیں سکھائی، توحید وہی ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ”امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ“ (۱) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ لہذا جس سے مال اور خون کی حفاظت ہوتی ہو وہی توحید کی حقیقت ہے“ (۲)

(۲) دارقطنی نے ولید بن مسلم سے روایت کی ہے کہا کہ مالک، ثوری، اوزاعی اور لیث بن سعد سے صفات سے متعلق احادیث کے پوچھا تو انہوں نے کہا جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزار دو۔ (۳)

(۳) ابن عبدالبر کہتے ہیں: ”مالک سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ قیامت کے دن دیکھا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ عز وجل فرماتا ہے: ﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ، اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ (۴) بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔

اور ایک دوسری قوم کے بارے میں فرمایا: ﴿ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُوْنَ ﴾ (۵) ہرگز نہیں۔ بیشک وہ لوگ اس دن اپنے پروردگار سے پردے میں ڈال دئے گئے ہوں گے“ (۶)

اور قاضی عیاض نے ترتیب المدارک (۷) میں ابن نافع (۸) اور اشہب (۹) سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے۔ اور ایک دوسرے پر اضافہ کرتے ہیں - کہ اے ابو عبداللہ! ﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ، اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ (بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے)۔ تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے؟ انہوں نے کہا ہاں، انہی دونوں آنکھوں سے۔ میں نے ان سے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ اللہ کو نہیں دیکھا جائے گا۔ اور ناظرۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ثواب کے منتظر ہوں گے۔ انہوں نے کہا: وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں، بلکہ اللہ کو دیکھا جائے گا، کیا تم نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ ﴿ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ﴾ (۱۰) (اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ میں تجھے دیکھوں)۔ کیا تم سمجھتے ہو موسیٰ نے اپنے رب سے محال چیز کا سوال کیا تھا۔ پھر اللہ نے فرمایا تھا: ﴿ لَنْ تَرٰىنِيْ ﴾ (۱۱) (تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے)۔ یعنی دنیا میں، کیونکہ یہ دار فنا ہے، اور باقی رہنے والی چیز

فنا ہونے والی چیز سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ البتہ جب لوگ دار البقاء میں چلے جائیں گے تو باقی رہنے والی چیز سے باقی رہنے والی چیز کو دیکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (۱۲) ہرگز نہیں۔ بیشک وہ لوگ اس دن اپنے پروردگار سے پردے میں ڈال دیے گئے ہوں گے''

(۴) اور ابو نعیم نے جعفر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ مالک بن انس کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آکر کہا: اے ابو عبد اللہ ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ (رحمٰن عرش پر مستوی ہوا) کیسے مستوی ہوا؟ تو مالک کو کسی بات پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا کہ اس کے اس سوال سے آیا۔ انہوں نے زمین کی طرف دیکھا، اور ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے کرید نے لگے، یہاں تک کہ ان پر پسینہ چھا گیا، پھر سر اٹھایا، لکڑی پھینک دی، اور فرمایا: اس کی کیفیت سمجھ سے بالا ہے، اور اس کا استواء مجہول نہیں ہے، اور اس پر ایمان واجب ہے، اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، اور میں تمہیں صاحب بدعت سمجھتا ہوں، اور اس کے متعلق حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا۔ (۱۳)

(۵) اور ابو نعیم نے یحیی بن ربیع سے روایت کی ہے کہ میں مالک بن انس کے پاس تھا، اور ان پر ایک آدمی داخل ہوا، اور بولا: اے ابو عبد اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے؟ مالک نے کہا: زندیق (۱۴) ہے، اسے قتل کردو۔ اس نے کہا یا ابو عبد اللہ! میں تو محض ایک کلام نقل کر رہا ہوں جسے میں نے سنا ہے۔ مالک نے کہا میں نے تو اسے کسی سے نہیں سنا میں نے تو اسے صرف تم ہی سے سنا ہے، اور اس قول کو سنگین قرار دیا'' (۱۵)

(۶) اور ابن عبد البر نے عبد اللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ ''مالک بن انس کہتے تھے کہ جو شخص کہے کہ قرآن مخلوق ہے، اسے تکلیف دہ مار ماری جائے، اور قید کردیا جائے، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے'' (۱۶)

(۷) اور ابوداود نے عبد اللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ مالک نے کہا: ''اللہ آسمان میں ہے، اور اس کا علم ہر جگہ ہے'' (۱۷)

(۱) بخاری کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ (۲۶۲/۳) حدیث نمبر (۱۳۹۹) مسلم: کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۵/۱) حدیث نمبر (۳۲) نسائی: کتاب الزکاۃ، باب مانع الزکاۃ (۱۴/۵) حدیث نمبر (۲۴۴۳) سب نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابی ھریرۃ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابوداود نے کتاب الجہاد: باب علی ما یقاتل المشرکون (۱۰۱/۳) حدیث نمبر (۲۶۴۰) میں ابو صالح عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۲) ذم الکلام (ورق-۲۱۰)

(۳) اس اثر کو دارقطنی نے صفات ص ۷۵ میں، آجری نے الشریعہ ص ۳۱۴ میں، بیہقی نے الاعتقاد ص ۱۱۸ میں، ابن عبد البر نے التمہید (۱۴۹/۷) میں روایت کیا ہے۔

(۴) سورۃ القیامہ: آیت ۲۲۔

(۵) سورۃ المطففین: آیت ۱۵۔

(۶) الانتقاء ص ۳۶۔

(۷) (۴۲/۲)

(۸) امام مالک سے ابن نافع نام کے دو آدمی روایت کرتے ہیں، پہلا عبداللہ بن نافع بن ثابت زبیری ابوبکر مدنی ہے، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "وہ صدوق ہے ۲۱۶ھ میں وفات پائی۔ دوسرا عبداللہ بن نافع بن ابی نافع مخزومی، مولائے بنی مخزوم، ابومحمد مدنی، اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں: "وہ ثقہ ہے صحیح الکتاب ہے، اس کے حفظ میں نرمی (کمزوری) ہے، ۲۰۶ھ میں اور کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وفات پائی"۔ تقریب التھذیب (۴۵۵/۱، ۴۵۶) تہذیب التھذیب (۵۰/۶، ۵۱)

(۸) یہ اشہب بن عبدالعزیز بن داود قیسی ابوعمر مصری ہے اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ ثقہ اور فقیہ ہے۔ ۲۰۴ھ میں وفات پائی"۔ تقریب التھذیب (۸۰/۱) اور اس کا ترجمہ تہذیب التھذیب (۳۵۹/۱) میں ملاحظہ ہو۔

(۹) سورۃ الاعراف: آیت نمبر ۱۴۳۔

(۱۰) سورۃ المطففین: آیت نمبر ۱۵

(۱۱) حلیہ (۳۲۵/۶، ۳۲۶) اسے صابونی نے عقیدہ السلف اصحاب الحدیث ص ۱۷، ۱۸ میں جعفر بن عبداللہ عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عبدالبر نے التمہید (۱۵۱/۷) میں عبداللہ بن نافع کے طریق سے اور بیہقی نے الاسماء والصفات ص ۴۰۸ میں عبداللہ بن وہب عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری (۴۰۶/۱۳، ۴۰۷) میں کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے، اور ذہبی نے العلو ص ۱۰۲ میں اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۲) زندیق: فارسی سے معرب ہے، اسے مسلمانوں نے پہلے پہل ان لوگوں پر دلالت کے لئے استعمال کیا جو مانویہ وغیرہ کے مذہب کے مطابق نور و ظلمت دو اصلوں کے قائل تھے، پھر ان کے نزدیک اس کا معنی وسیع ہو گیا، چنانچہ دہریوں، ملحدوں اور تمام گمراہ عقیدے والوں کو شامل ہو گیا، بلکہ متشککین پر اور احکام دین سے فکراً اور عملاً جو آزاد ہوں ان سب پر بولا جانے لگا۔ دیکھئے الموسوعۃ المیسرۃ (۹۲۹/۱) اور تاریخ الالحاد: عبدالرحمٰن بدوی ص ۱۴-۳۲۔

(۱۳) حلیہ (۳۲۵/۲) سے لالکائی نے شرح الاصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۲۴۹/۱) میں ابومحمد یحییٰ بن خلف عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے، اور قاضی عیاض نے ترتیب المدارک (۴۴/۲) میں ذکر کیا ہے۔

(۱۴) الانتقاء ص ۳۵۔

(۱۵) اسے ابوداود نے مسائل الامام احمد ص ۲۶۳ میں روایت کیا ہے۔ اور عبداللہ بن احمد نے السنۃ ص ۱۱، طبعہ قدیمہ میں، اور ابن عبدالبر نے التمہید (۱۳۸/۷) میں روایت کیا ہے۔

تقدیر کے بارے میں ان کا قول

(۱) ابونعیم نے ابن وہب (۱) سے روایت کی ہے کہا میں نے مالک کوسنا وہ ایک آدمی سے کہہ رہے تھے: ''کل تم نے مجھ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں ۔ مالک نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (۲) (اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دید یتے لیکن میرا یہ قول برحق ہے میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور بھر دوں گا)۔ اور اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے ضروری ہے کہ وہ ہو کر رہے''۔ (۳)

(۲) قاضی عیاض کہتے ہیں کہ: ''امام مالک سے منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے برائیاں نہیں پیدا کی ہیں ۔ ایسے ہی منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں استطاعت ان کے ہاتھ میں ہے اگر وہ چاہیں تو اطاعت کریں اور چاہیں تو معصیت کریں'' (۴)

(۳) اور ابن ابی عاصم نے سعید بن عبد الجبار سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے مالک بن انس کو سنا کہہ رہے تھے کہ میری رائے ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان سے توبہ کرائی جائے ، اگر توبہ کریں تو ٹھیک ، ورنہ قتل کر دیے جائیں ، یعنی منکرین تقدیر'' (۵)

(۴) ابن عبد البر کہتے ہیں: ''مالک نے کہا: میں نے کسی منکر تقدیر کو نہیں دیکھا مگر سخافت ، طیش اور ہلکے پن والا'' (۶)

(۵) اور ابن ابی عاصم نے مروان بن محمد طاطری سے روایت کی ہے کہا کہ: ''میں نے مالک بن انس سے سنا ان سے منکر تقدیر سے شادی کیے جانے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ﴾ (۷) (یقیناً مومن غلام مشرک سے بہتر ہے) (۸)

(۶) قاضی عیاض کہتے ہیں کہ مالک نے کہا: ''منکر تقدیر کی ، جو (اپنی اس بدعت کا) داعی ہو ، اور خارجی اور رافضی کی گواہی جائز نہیں'' (۹)

(۷) قاضی عیاض نے کہا کہ: ''مالک سے منکرین تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ہم ان سے بات چیت کرنے سے رک جائیں؟ کہا: ہاں جب کہ وہ جس بات پر ہے اس کی معرفت رکھتا ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے ، اور ان سے حدیث قبول نہ کی جائے ، اور اگر تم انہیں سرحد پر پاؤ تو انہیں وہاں سے نکال دو'' (۱۰)

(۱) وہ عبداللہ بن وہب قرشی ،مولائے قریش ،مصری ہے ،اس کے متعلق ابن حجر کہتے ہیں ''فقیہ ،ثقہ ،حافظ ،عابد ہے۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی'' تقریب التہذیب (۴۶۰/۱)

(۲) سورۃ السجدۃ: آیت نمبر ۱۲۔

(۳) حلیہ (۳۲۶/۲)۔

(۴) ترتیب المدارک (۴۸/۲) اور دیکھئے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۷۰۱/۲)۔

(۵) السنۃ لابن ابی عاصم (۸۸،۸۷/۱) سے ابو نعیم نے بھی حلیہ میں روایت کیا ہے۔ (۳۲۶/۶)

(۶) الانتقاء ص ۳۴۔

(۷) سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ۲۲۱۔

(۸) السنۃ لابن ابی عاصم (۸۸/۱) حلیہ (۳۲۶/۶)

(۹) ترتیب المدارک (۴۷/۲)

(۱۰) ترتیب المدارک (۴۷/۲)

ایمان کے بارے میں ان کا قول

(۱) ابن عبدالبر نے عبدالرزاق بن ھمام سے روایت کی ہے کہا کہ: ''میں نے ابن جریج (۱) سفیان ثوری معمر بن راشد ،سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس کو سنا وہ کہہ رہے تھے: ایمان قول وعمل ہے، بڑھتا اور گھٹتا ہے'' (۲)

(۲) اور ابونعیم نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ: ''مالک بن انس کہتے تھے: ایمان قول وعمل ہے'' (۳)

(۳) اور ابن عبدالبر نے اشہب بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہا کہ ''مالک نے کہا لوگ بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے نماز پڑھتے رہے، پھر انہیں بیت الحرام کا حکم دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (۴) (اللہ تمہارے ایمان کو۔یعنی بیت المقدس کی طرف تمہاری نماز کو۔برباد کرنے والا نہیں ہے) مالک کہتے ہیں کہ میں اس پر مرجئہ کا یہ قول ذکر کرتا ہوں کہ نماز ایمان سے نہیں ہے'' (۵)

صحابہ کے بارے میں ان کا قول

(۱) ابونعیم نے عبداللہ عنبری (۶) سے روایت کی ہے کہا کہ مالک بن انس نے کہا کہ ''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ ہو تو اس کے لئے مسلمانوں کے مالِ فئی میں کوئی حق نہیں ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت کیا: ﴿وَالَّذِينَ جَآءُ و مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا﴾(۷) (اور مالِ فئی (ان کے لئے بھی ہے) جو ان مہاجرین وانصار رصحابہ) کے بعد آئیں۔جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال)۔لہٰذا جو ان کی تنقیص کرے، یا اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ ہو اس کے لئے مالِ فئی میں کوئی حق نہیں'' (۸)

(۲) ابونعیم نے اولاد زبیر میں سے ایک شخص (۹) سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ مالک کے پاس تھے ،لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرتا تھا، مالک نے یہ آیت پڑھی ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ ۔یہاں تک کہ۔ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾(۱۰) تک پہنچے۔(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور آپس میں رحم کرنے والے ہیں۔تم ان کو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے جس سے وہ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ان کی علامت یعنی سجدے کا اثر ان کے چہروں پر ہے ۔یہ توریت میں ان کی مثل (صفت) ہے۔اور انجیل میں ان کی مثل یہ ہے جیسے کھیتی جس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اسے قوت بخشی، پھر وہ موٹی ہوگئی اور اپنے تنے پر

کھڑی ہوگئی کھیتی کرنے والوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ کفار کو ان سے غیظ وغضب میں ڈالے)۔ اس کے بعد مالک نے کہا: ''جس کے دل میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کے بارے میں بھی غیظ ہو تو اس کو یہ آیت جا لگی'' (۱۱)

(۳) اور قاضی عیاض نے اشہب بن عبدالعزیز سے ذکر کیا ہے کہا کہ ہم لوگ مالک کے پاس تھے کہ ان کے پاس علویوں میں سے ایک شخص آ کھڑا ہوا۔ اور لوگ ان کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ اس نے پکارا: اے ابو عبداللہ! مالک نے اس کے لئے سر اٹھا دیا۔ اور انہیں جب کوئی پکارتا تھا تو وہ اس سے زیادہ اس کا جواب نہیں دیتے تھے کہ اس کے لئے اپنا سر اٹھا دیتے۔ ان سے طالبی نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بناؤں کہ جب میں اس کے پاس جاؤں اور وہ مجھ سے پوچھے تو میں اس سے کہوں کہ مجھ سے مالک نے یہ بات کہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ کہو۔

اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر آدمی کون ہے؟

انہوں نے کہا: ابو بکر۔ علوی نے کہا: پھر کون؟ مالک نے کہا: پھر عمر۔ علوی نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا: ظلماً قتل کیے گئے خلیفہ عثمان۔ علوی نے کہا: واللہ میں آپ کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھوں گا۔

مالک نے کہا: تجھے اختیار ہے'' (۱۲)

(۱) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج رومی اموی، مولائے بنی امیہ مکی۔ اس کے بارے میں ذہبی کہتے ہیں: ''امام، حافظ، فقیہ حرم، ابو الولید، ۱۵۰ھ میں وفات پائی'' تذکرۃ الحفاظ (۱/۱۶۹) اور ان کے ترجمے کے لئے دیکھئے تاریخ بغداد (۱۰/۴۰۰)۔

(۲) الانتقاء ص ۳۴۔

(۳) حلیہ (۶/۳۲۷)

(۴) سورۃ البقرۃ: آیت ۱۴۳۔ (۵) الانتقاء ص ۳۴۔

(۶) عبداللہ بن سوار بن عبداللہ عنبری بصری قاضی۔ اس کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ ''ثقہ ہے۔ ۲۲۸ھ میں۔ اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے۔ وفات پائی''۔ تقریب التھذیب (۱/۴۲۱) تہذیب التھذیب (۵/۲۴۸)

(۷) سورۃ الحشر: آیت ۱۰۔ (۸) حلیہ (۶/۳۲۷)

(۹) زبیر بن عوام کی نسل سے جنہوں نے امام مالک کی شاگردی کی اور ان سے سنا وہ ہیں عبداللہ بن نافع بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام، ان کا تعارف گزر چکا ہے۔ اور مصعب بن عبداللہ بن مصعب، ان کا تعارف آ رہا ہے۔

(۱۰) سورۃ الفتح: آیت ۲۹۔

(۱۱) حلیہ (۶/۳۲۷)، ترتیب المدارک (۲/۴۴، ۴۵)۔

دین میں کلام اور خصومات سے ان کی ممانعت

(۱) ابن عبدالبر نے مصعب بن عبداللہ زبیری (۱) سے روایت کی ہے کہا کہ مالک بن انس کہا کرتے تھے کہ میں دین میں کلام کو ناپسند کرتا ہوں، اور ہمارے شہر کے لوگ برابر اس کو ناپسند کرتے اور اس سے روکتے رہے ہیں۔ جیسے جہم کی رائے، انکار تقدیر اور اس جیسی کسی بھی چیز میں کلام کرنا۔ اور وہ صرف اسی چیز میں کلام کرنا پسند کرتے تھے جسکے تحت کوئی عمل ہو۔ باقی رہا اللہ کے دین کے بارے میں اور اللہ عزوجل کے بارے میں کلام کرنا تو سکوت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ میں نے اپنے شہر والوں کو دیکھا ہے کہ وہ دین کے بارے میں کلام سے روکتے ہیں، سوائے اس کے کہ جس کے تحت کوئی عمل ہو" (۲)

(۲) اور ابونعیم نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی ہے کہا کہ: "میں نے مالک کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی آدمی۔ اس کے بعد کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے۔ سارے کبائر کا ارتکاب کر بیٹھے، پھر وہ ان اہواء اور بدعتوں سے خالی ہو۔ اور انہوں نے علم کلام کا ذکر کیا۔ تو وہ جنت میں جائے گا" (۳)

(۳) اور ہروی نے اسحاق بن عیسیٰ (۴) سے روایت کی ہے کہا کہ مالک نے کہ "جو شخص علم کلام کے ذریعہ دین طلب کرے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔ اور کیمیاء کے ذریعہ مال طلب کرے گا مفلس ہو جائے گا۔ اور جو غریب الحدیث طلب کرے گا جھوٹ بولے گا" (۵)

(۴) خطیب نے اسحاق بن عیسی سے روایت کی ہے کہا: "میں نے مالک بن انس کو سنا وہ دین میں جدال کو معیوب قرار دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے جب بھی ہمارے پاس کوئی آدمی آیا جو دوسرے آدمی سے زیادہ جدال والا تھا تو اس نے ہم سے یہی چاہا کہ حضرت جبریل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ لے کر آئے تھے ہم اسے رد کر دیں" (۶)

(۵) اور ہروی نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی ہے کہا میں مالک پر داخل ہوا، اور ان کے پاس آدمی تھا جو ان سے سوال کر رہا تھا، انہوں نے کہا: غالباً تو عمرو بن عبید کے ساتھیوں میں سے ہے، اللہ عمرو بن عبید پر لعنت کرے، کیونکہ اسی نے کلام کی یہ بدعت ایجاد کی ہے، اور اگر کلام بھی کوئی علم ہوتا تو صحابہ اور تابعین اس کے بارے میں گفتگو کرتے، جیسے کہ انہوں نے احکام و شرائع کے بارے میں گفتگو کیا" (۷)

(۶) اور ہروی نے اشہب بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے مالک کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ: "تم لوگ بدعتوں سے بچو۔ کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ بدعتیں کیا ہیں؟ کہا اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اللہ کے اسماء وصفات، اس کے کلام اور علم

وقدرت کے بارے میں کلام کرتے ہیں، اور اس بات سے خاموش نہیں رہتے جس سے صحابہ اور ان کے تابعین کرام (بھلے پیروکار) خاموش رہے" (۸)

(۷) اور ابونعیم نے شافعی سے روایت کی ہے کہ: "مالک بن انس کے پاس جب بعض اہل اہواء آتے تو وہ کہا کرتے کہ میں اپنے رب اور اپنے دین کی طرف سے بینۃ (واضح دلیل) پر ہوں، اور تم محض مبتلائے شک ہو، لہٰذا اپنے جیسے کسی شکی آدمی کے پاس جاؤ اور اسی سے لڑو جھگڑو" (۹)

(۸) ابن عبدالبر نے محمد بن احمد بن خویز منداد مصری مالکی سے روایت کی ہے اس نے اپنی کتاب الخلاف کی کتاب الاجارات میں کہا ہے کہ: "مالک نے کہا اہواء، بدعات، اور تنجیم کرنے والوں کی کسی بھی کتاب میں اجارے جائز نہیں ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں ذکر کیں۔ پھر کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اہل اہواء وبدعات کی کتابیں اصحاب کلام معتزلہ وغیرہ کی کتابیں ہیں، اور ان کے اندر اجارہ فسخ ہو جائے گا" (۱۰)

(۹) یہ توحید وصحابہ اور ایمان وعلم کلام وغیرہ کے سلسلے میں امام مالک کے موقف اور اقوال کی جھلکیاں ہیں۔

تمت بحمد اللہ

(۱) مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام اسدی، مدنی نزیل بغداد، ان کے متعلق ابن حجر کہتے ہیں کہ "صدوق ہیں، نسب کے عالم ہیں۔ ۲۳۶ھ میں وفات پائی"۔ تقریب التہذیب (۲/۲۵۲) ان کا ترجمہ تہذیب التہذیب (۱۰/۱۶۲) میں دیکھئے۔

(۲) جامع البیان العلم وفضلہ ص ۴۱۵، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ۔ (۳) حلیہ (۶/۳۲۵)۔

(۴) اسحاق بن عیسی بن نجیح بغدادی ان کے بارے میں ابن حجر کہتے ہیں کہ "صدوق ہیں ۲۱۴ھ میں وفات پائی"۔ تقریب التہذیب (۱/۶۰) ان کا ترجمہ تہذیب التہذیب (۱/۲۴۵) میں دیکھئے۔

(۵) ذم الکلام (ورق ۱۷۳-الف)۔ (۶) شرف اصحاب الحدیث ص ۵

(۷) ذم الکلام (ورق ۱۷۳-ب)۔

(۸) ذم الکلام (ورق ۱۷۳-الف)۔

(۹) حلیہ (۶/۳۲۴)۔ (۱۰) جامع بیان العلم وفضلہ ص ۴۱۶، ۴۱۷، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ۔

چوتھا مبحث

امام شافعی کا عقیدہ

توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: ''امام شافعی نے کہا: جو اللہ یا اس کے ناموں میں سے کسی نام کی قسم کھائے، پھر قسم توڑ دے تو اس پر کفارہ ہے۔ اور جو کسی غیر اللہ کی قسم کھائے، مثلاً آدمی یوں کہے کہ کعبہ کی قسم، میرے باپ کی قسم، اور ایسے اور ایسے کی قسم کہ یہ نہیں ہوا، اور قسم میں حانث ہو تو اس پر کفارہ نہیں ہے، اور اسی کے مثل قائل کا یہ کہنا ہے کہ: 'میری عمر کی قسم'..... اس پر بھی کفارہ نہیں ہے، اور یہ غیر اللہ کی قسم ہے۔ لہذا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی رو سے مکروہ اور منع کردہ ہے کہ: ''ان اللہ عزوجل نھاکم ان تحلفوا بآبائکم، فمن کان حالفا فلیحلف باللہ أو لیسکت '' (اللہ عزوجل نے تمہیں اپنے آباء واجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ لہذا جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے، یا چپ رہے) (۱)

اور امام شافعی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ کے نام غیر مخلوق ہیں، لہذا جو اللہ کے نام کی قسم کھائے اور اسے توڑ بیٹھے تو اس پر کفارہ ہے (۲)

(۲) اور ابن قیم نے اجتماع الجیوش اسلامیہ میں شافعی سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ سنت جس پر ہوں اور جس پر میں نے اپنے اصحاب الحدیث کو دیکھا ہے، جنہیں کہ میں نے دیکھا اور جن سے علم حاصل کیا ہے، جیسے سفیان ثوری اور مالک وغیرہ۔ اس سنت کے بارے میں قول یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا اقرار رہو، اور اس بات کا اقرار ہو کہ اللہ اپنے عرش پر اپنے آسمان میں ہے، اپنی مخلوق سے جیسے چاہتا ہے قریب ہوتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف جیسے چاہتا ہے اترتا ہے'' (۳)

(۳) اور ذہبی نے مزنی سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ توحید کے تعلق سے اگر کوئی شخص میرے ضمیر کی بات اور میرے دل کے ساتھ لگی ہوئی چیز نکال سکتا ہے تو وہ شافعی ہیں، لہذا میں ان کے پاس گیا وہ مصر کی مسجد میں تھے، جب میں ان کے سامنے بیٹھا تو میں نے کہا: میرے دل میں توحید کے متعلق ایک مسئلہ کھٹکا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ آپ جیسا علم کسی اور کو نہیں تو آپ کے پاس کیا ہے؟ اس پر وہ بگڑ گئے اور کہا: تمہیں معلوم ہے تم کہاں ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا: یہ وہ جگہ ہے جس میں اللہ نے فرعون کو غرق کیا۔ کیا تمہیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق سوال کرنے کا حکم دیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا اس بارے میں صحابہ نے کلام کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں انہوں نے کہا: تم جانتے ہو آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا: تو ان میں سے کسی ایک تارے کی جنس، اس کا طلوع، اس کا غروب، اور وہ کس سے پیدا کیا گیا ہے، اسے تم جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا: تو مخلوق میں سے ایک چیز جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے

ہوا سے نہیں جانتے تو اس کے خالق کے علم کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ پھر مجھ سے وضوء کے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا، میں نے اس میں غلطی کردی۔ پھر انہوں نے چار وجہوں پر اس کی تفریع کی اور میں ان میں سے کسی میں بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ انہوں نے کہا کہ ایک چیز جس کے تم دن میں پانچ مرتبہ محتاج ہو اس کا علم تو تم چھوڑ رہے ہو، اور خالق کے علم کا تکلف کر رہے ہو؟ جب تمہارے دل میں ایسی کوئی بات کھٹکے تو اللہ کے اس قول کی طرف رجوع کرو ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (۴) (اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ بے شک آسمان و زمین کی پیدائش میں ...... عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں)۔ پس مخلوق سے خالق پر استدلال کرو، اور جس چیز تک تمہاری عقل نہیں پہنچتی ہے اس کا تکلف نہ کرو'' (۵)

(۴) اور ابن عبد البر نے یونس بن عبد الاعلیٰ (۶) سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی سے سنا کہہ رہے تھے کہ ''جب تم آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسم غیر مسمی ہے، یا شئی یا غیر شئی ہے تو اس کے زندیق ہونے کی گواہی دو'' (۷)

(۵) اور شافعی نے کتاب اپنی کتاب الرسالہ میں کہا ہے کہ: ''حمد ہے اللہ کی ..... جو ویسے ہی ہے جیسے کہ اس نے اپنے آپ کو متصف کیا، اور اس سے بڑھ کر ہے جس سے اس کی خلق نے اس کو متصف کیا ہے''۔ (۸)

(۶) اور ذہبی نے سیر میں شافعی سے یہ بات ذکر کی ہے کہ: ''یہ صفات جنہیں قرآن لے کر آیا ہے، یا جن کے ساتھ سنت وارد ہے ہم انہیں ثابت مانتے ہیں، اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس نے خود اپنے آپ سے نفی کی ہے اور فرمایا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (۹) (اس کے مثل کوئی چیز نہیں) (۱۰)

(۷) اور ابن عبد البر نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: ''میں نے شافعی سے سنا وہ اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں کہ: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (۱۱) (ہرگز نہیں۔ وہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے) کہہ رہے تھے کہ اللہ نے ہمیں اس کے ذریعہ بتایا کہ وہاں ایک قوم ہوگی جو پردہ میں نہیں رکھی جائے گی، بلکہ وہ لوگ اللہ کو دیکھ رہے ہوں گے، اور اس کے دیکھنے میں وہ ایک دوسرے کے لئے آڑ نہ بنیں گے'' (۱۲)

(۸) اور لالکائی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ: ''میں محمد بن ادریس شافعی کے پاس حاضر تھا اس کے صعید (بالائی مصر) سے ایک رقعہ آیا، اس میں یہ تھا کہ آپ اللہ کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ (ہرگز نہیں۔ وہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے) شافعی نے کہا جب یہ لوگ ناراضگی کے سبب پردہ میں کردیئے جائیں گے تو یہ دلیل ہے کہ رضا کی صورت میں لوگ اسے دیکھیں گے۔ ربیع کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! آپ اس کے قائل ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ کے ساتھ میرا یہی دین ہے'' (۱۳)

(۹) اور ابن عبد البر نے جارودی (۱۴) سے روایت کی ہے کہا کہ شافعی کے پاس ابراہیم بن علیہ (۱۴) کا ذکر کیا گیا۔ شافعی

نے کہا: میں ہر چیز میں اس کا مخالف ہوں، لا الہ الا اللہ کہنے میں بھی اس کا مخالف ہوں، ویسے نہیں کہتا ہوں جیسے وہ کہتا ہے، میں کہتا ہوں اس اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں جس نے موسیٰ علیہ السلام سے پردے کے پیچھے سے کلام کیا، اور وہ کہتا ہے کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے کلام پیدا کر کے پردے کے پیچھے سے موسیٰ کو سنایا'' (۱۵)

(۱۰) اور لالکائی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ شافعی نے کہا: ''جو شخص یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے'' (۱۶)

(۱۱) اور بیہقی نے ابومحمد زبیری سے روایت کی ہے کہا ایک آدمی نے شافعی سے کہا کہ مجھے قرآن کے بارے میں بتائیے کہ کیا وہ خالق ہے؟ شافعی نے کہا: یا اللہ نہیں۔ اس نے کہا کہ مخلوق ہے؟ شافعی نے کہا: یا اللہ نہیں۔ اس نے غیر مخلوق ہے؟ شافعی نے کہا: یا اللہ ہاں۔ اس نے کہا: اس کی دلیل کیا ہے کہ وہ غیر مخلوق ہے؟ شافعی نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: تم اقرار کرتے ہو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے؟ اس نے کہاں ہاں۔ شافعی نے کہا: تم اس بات میں مسبوق ہو، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ (۱۷) (اگر مشرکین میں سے کوئی تم میں سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے) ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ (۱۸) (اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا) شافعی نے کہا تو تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تھا اور اس کا کلام تھا؟ یا اللہ تھا اور اس کا کلام نہیں تھا؟ اس آدمی نے کہا بلکہ اللہ تھا اور اس کا کلام بھی تھا۔ اس پر شافعی مسکرائے اور کہا اوکوفیو! جب تم یہ اقرار کرتے ہو کہ اللہ پہلے سے بھی پہلے تھا اور اس کا کلام بھی تھا تو تم لوگ ایک بڑی بات لاتے ہو، اب تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو کہ کلام یا تو اللہ ہے، یا ماسوی اللہ ہے، یا غیر اللہ ہے، یا دون اللہ ہے؟ کہا کہ اس پر وہ آدمی چپ چاپ نکل گیا (۱۹)

(۱۲) اور ابو طالب عشاری (۲۰) کی روایت سے شافعی کی طرف منسوب جزء الاعتقاد میں یہ عبارت ہے، کہا کہ ان سے اللہ عزوجل کی صفات کے بارے میں اور جس پر ایمان ہونا چاہیے اس کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہت سے نام اور صفات ہیں جن کے ساتھ اس کی کتاب آئی ہے اور جس کی خبر اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دی ہے۔ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی۔ جس کے نزدیک یہ حجت قائم ہوچکی ہو کہ قرآن اس کو لیکر اترا ہے، اور جس کے نزدیک عادل کی روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صحیح ہوچکا ہو۔ اس کے خلاف کی گنجائش نہیں، اگر وہ حجت ثابت ہوجانے کے بعد بھی اس کی مخالفت کرے تو وہ اللہ عزوجل ے ساتھ کفر کررہا ہے، البتہ خبر کی جہت سے اس حجت ثابت ہونے سے پہلے وہ جہل کی بناء پر معذور ہے۔ کیونکہ اس کے علم کا ادراک نہ تو عقل سے کیا جاسکتا ہے نہ درایت وفکر سے، اور اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ خبر دی ہے کہ وہ سمیع ہے، اس کے دو ہاتھ ہیں، اس عزوجل کا قول ہے: ﴿بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾ (۲۱) (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں) اور یہ کہ اس کے لئے داہنا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ﴾ (۲۲) (اور آسمان اس کے

داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے) اور یہ کہ اللہ کے لئے چہرہ ہے، اس عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ (۴۲) (ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے) اور اس کا قول ہے: ﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (۴۳) (تیرے رب کا جلال والا چہرہ باقی رہے گا) اور یہ کہ اس کیلئے قدم ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: ''حتی یضع الرب عزوجل فیھا قدمہ '' (۴۴) (یہاں تک کہ رب عزوجل اس میں (یعنی جہنم میں) اپنا قدم رکھ دے گا) اور اللہ عزوجل ہنستا ہے کیونکہ جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں قتل ہو، اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: ''لقی اللہ عزوجل وھو یضحک الیہ '' (۴۵) (وہ اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس کی طرف ہنس رہا ہوگا) اور یہ کہ وہ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔ اور یہ کہ وہ کانا نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ: ''انہ اعور، وان ربکم لیس باعور '' (۴۶) (وہ کانا ہے، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے) اور یہ کہ مومنین اپنے رب عزوجل کو قیامت کے دن اپنی نگاہوں سے دیکھیں گے جس طرح کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ اور یہ کہ اس کے لئے انگلی ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''ما من قلب الا وھو بین أصبعین من أصابع الرحمن عزوجل '' (۴۷) (کوئی بھی دل نہیں مگر وہ رحمٰن عزوجل کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے)۔

اور یہ معانی جن کے ساتھ اللہ عزوجل نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور جن کے ساتھ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو متصف کیا ہے ان کی حقیقت فکر و درایت سے نہیں لی جا سکتی، اور ان کے نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس شخص تک اس کی خبر پہنچ نہ جائے، اور جب وہ خبر ایسی ہو کہ اس کا سننا فہم میں مشاہدہ کے قائم مقام ہو تو سننے والے پر اس کی حقیقت کو تسلیم کرنا اور اس کی گواہی دینا ویسے ہی ضروری ہے جیسے اس نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا اور سنا ہو۔ البتہ ہم ان صفات کو ثابت مانتے ہیں، اور تشبیہ کی نفی کرتے ہیں، جیسا کہ خود اس اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اس کی نفی کی ہے، چنانچہ فرمایا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (۴۸) (اس کے جیسی کوئی شئے نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے)۔ جزء الاعتقاد (۴۹) ختم ہوا۔

(۱) بخاری: کتاب الایمان والنذور، باب لاتحلفوا بآبائکم (۵۳۰/۱۱) مسلم، کتاب الایمان، باب النہی عن الحلف بغیر اللہ (۱۲۶۶/۳) حدیث نمبر (۱۶۴۶)۔

(۲) مناقب الشافعی (۴۰۵/۱)

(۳) اسے ابن ابی حاتم نے آداب الشافعی ص ۱۹۳ میں، ابونعیم نے حلیہ (۱۱۲/۹، ۱۱۳) میں، بیہقی نے سنن الکبری (۲۸/۱۰) میں، اور الاسماء والصفات ص ۲۵۵، ۲۵۶ میں روایت کیا ہے، اور بغوی نے شرح السنۃ (۱۸۸/۱) میں ذکر کیا ہے، اور دیکھئے العلوص ۱۲۱

،اور مختصر العلوص ۷۷۔

(۴) اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص ۱۶۵، اثبات صفۃ العلوص ۱۲۴، اور دیکھئے مجموع الفتاوی (۴/۱۸۱-۱۸۳) العلو للذہبی ص ۱۴۰، اور اس کا مختصر للالبانی ص ۱۷۶۔

(۵) سورۃ البقرۃ: آیت ۱۶۳، ۱۶۴۔

(۶) سیر اعلام النبلاء (۱۰/۳۱)۔

(۷) یہ یونس بن عبدالاعلیٰ بن میسرہ صدفی مصری ہے۔ اس کے متعلق ابن حجر کہتے ہیں کہ: یہ ثقہ ہے دسویں طبقے کے صغار میں سے ہے۔ ۲۶۴ھ میں وفات پائی'' تقریب التہذیب (۲/۳۸۵) اس کا ترجمہ شذرات الذہب (۲/۱۴۹) اور طبقات الشافعیہ لابن ہدایۃ اللہ ص ۲۸ میں دیکھئے۔

(۸) الانتقاء ص ۷۹، مجموع الفتاوی (۶/۱۸۷)۔

(۹) الرسالہ ص ۷، ۸۔

(۱۰) سورۃ الشوریٰ: آیت ۱۱۔

(۱۱) سیر (۲۰/۳۴۱)

(۱۲) سورۃ المطففین: آیت ۱۵۔

(۱۳) الانتقاء ص ۷۹۔

(۱۴) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۲/۵۰۶)۔

(۱۵) غالباً یہ موسیٰ بن ابی الجارود ہے۔ اس کے متعلق نووی کہتے ہیں کہ: ''یہ شافعی کے اصحاب، ان سے علم لینے والوں اور روایت کرنے والوں میں سے ایک ہے''۔ ابن ہبۃ اللہ کہتے ہیں کہ'' وہ مکہ میں شافعی کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتا تھا۔ اس کی تاریخ وفات معلوم نہیں''۔ تہذیب الاسماء واللغات (۲/۱۲۰) طبقات الشافعی لابن ہدایۃ اللہ ص ۲۹۔

(۱۶) وہ ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ ہے۔ اس کے متعلق ذہبی کہتے ہیں ''جہمی ہے۔ تباہ ہے، مناظرہ کرتا تھا، خلق قرآن کا قائل تھا۔ ۲۱۸ھ میں وفات پائی''۔ میزان الاعتدال (۱/۲۰) اس کا ترجمہ لسان المیزان (۱/۳۴، ۳۵) میں دیکھئے۔

(۱۷) الانتقاء ص ۷۹، اور اس قصے کو حافظ نے بیہقی کی مناقب شافعی سے ذکر کیا ہے۔ اللسان (۱/۳۵)۔

(۱۸) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۱/۳۵۲)۔

(۱۹) سورۃ التوبۃ: آیت ۶۔

(۲۰) سورۃ النساء: آیت ۱۶۴۔

(۲۱) مناقب الشافعی (۱/۴۰۷، ۴۰۸)

(۲۲) یہ محمد بن علی عشاری شیخ صدوق ہے معروف ہے، اس کے جز، روایت کرنے میں متفرد ہے، اور یہ ان میں سے ہے جو اس پر داخل کر دیا گیا، اور اس نے متن کی سلامتی کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ یہ بات ذہبی نے میزان (۶۵۶/۳) میں کہی ہے۔ لیکن اس عقیدہ میں جو کچھ مثبت ہے اس پر بہت سے سلف نے اعتماد کیا ہے، جیسے موفق بن قدامہ نے کتاب صفۃ العلو ص ۱۲۴ میں، ابن ابی یعلی نے طبقات (۲۸۳/۱) میں، ابن قیم نے اجتماع الجیوش ص ۱۶۵ میں، خود ذہبی نے سیر (۷۹/۱۰) میں، پھر یہ رسالہ جسے میں اس کی نص کے ساتھ نقل کروں گا، امام حافظ ابن ناصر دمشقی پر پڑھا گیا ہے۔ اور اسے پورا کا پورا ابن ابی یعلی نے طبقات میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) سورۃ المائدہ: آیت ۶۴۔ (۲۴) سورۃ الزمر: آیت ۶۷۔ (۲۵) سورۃ القصص: آیت ۸۸۔ (۲۶) سورۃ الرحمٰن: آیت ۲۷۔

(۲۸) بخاری: کتاب التفسیر، باب "وتقول ہل من مزید" (۵۹۴/۸) حدیث نمبر (۴۸۴۸)، مسلم: کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب النار یدخلہا الجبارون والجنۃ یدخلہا الضعفاء (۲۱۸۷/۴) حدیث نمبر (۲۸۴۸) دونوں نے قتادہ عن انس بن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۲۹) بخاری: کتاب الجہاد، باب الکافر یقتل المسلم (۳۹/۶) حدیث نمبر (۲۸۲۶) مسلم: کتاب الامارۃ، باب بیان الرجلین یقتل احدہما الآخر یدخلان الجنۃ (۱۵۰۴/۳) حدیث نمبر (۱۸۹۰) دونوں نے اعرج عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۳۰) اسے بخاری نے کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۱۹/۱۳) حدیث نمبر (۷۱۳۱) میں اور مسلم نے کتاب الفتن وشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ (۲۲۴۸/۴) حدیث نمبر (۲۹۳۳) میں، ہر دو نے قتادہ عن انس بن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(۳۱) تقریباً انہی الفاظ سے احمد نے مسند (۱۸۲/۴) میں، ابن ماجہ نے مقدمہ، باب فیما انکرت الجہمیہ (۷۲/۱) حدیث نمبر (۱۹۹) میں، حاکم نے مستدرک (۵۲۵/۱) میں آجری نے الشریعہ ص ۳۱۷ میں اور ابن مندہ نے الرد علی الجہمیہ ص ۸۷ میں (سب نے) نواس بن سمعان کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے کہا کہ مسلم کی شرط پر ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔ اور ذہبی نے اس کو تلخیص میں برقرار رکھا ہے۔ ابن مندہ اس کے بارے میں کہتے ہیں "نواس بن سمعان کی حدیث ثابت ہے، اسے ائمہ مشاہیر نے ایسے راویوں سے روایت کیا ہے جن میں سے کسی پر طعن ممکن نہیں (۳۲) سورۃ الشوریٰ: آیت ۱۱۔ (۳۳) اس الاعتقاد کی اصل مخطوط لیڈان یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں محفوظ ہے، اس کے مصور نسخے سے میں نے اسے نقل کیا ہے۔

تقدیر کے بارے میں ان کا قول

(۱) بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ شافعی سے تقدیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

ما شئت كان وان لم أشأ — وما شئت ان لم تشأ لم يكن

خلقت العباد على ما علم — ففي العلم يجرى الفتى والمسن

على ذامننت وهذا خذلت — وهذا أعنت واذا لم تعن

تو نے جو چاہا اگر چہ میں نے نہیں چاہا۔ اور میں نے جو چاہا، اگر تو نے نہیں چاہا تو نہیں ہوا۔ تو نے اپنے علم کے مطابق بندوں کو پیدا کیا، چنانچہ جوان بوڑھے سب (تیرے) علم ہی کے اندر چلتے ہیں۔ اس پر تو نے احسان کیا، اور اس کو بے یارومددگار چھوڑا، اِسکی اعانت کی اور اس کی اِعانت نہیں کی، تو ان میں سے کوئی بد بخت اور کوئی نیک بخت ہے، کوئی برا ہے، کوئی اچھا ہے۔ (۱)

(۲) بیہقی نے مناقب الشافعی میں ذکر کیا ہے کہ شافعی نے کہا: "بندوں کی مشیت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ بندے اس وقت تک نہیں چاہیں گے جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے، کیونکہ لوگوں نے اپنے اعمال پیدا نہیں کیے ہیں، بلکہ بندوں کے افعال اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، اور اچھی بری تقدیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے، اور عذاب قبر حق ہے اور اہل قبر سے پوچھ گچھ کی جانی حق ہے، اور مرنے کے بعد اٹھایا جانا حق ہے، اور حساب حق ہے، اور جنت اور جہنم حق ہیں، اس کے علاوہ وہ ساری باتیں بھی جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے" (۲)

(۳) اور لالکائی نے مزنی سے روایت کی ہے، کہا کہ شافعی نے کہا: تم جانتے ہو قدری (منکر تقدیر) کیا ہے؟ وہ جو کہتا ہے کہ اللہ نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا یہاں تک کہ وہ زیر عمل آ گئی" (۳)

(۴) بیہقی نے شافعی سے ذکر کیا ہے کہا کہ: "قدریہ (منکرین تقدیر) جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "هم مجوس هذه الامة" (وہ لوگ اس امت کے مجوس ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاصی کو نہیں جانتا یہاں تک کہ وہ ہو جاتی ہے" (۴)

(۵) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے وہ شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قدری (منکر تقدیر) کے پیچھے نماز کو مکروہ کہتے تھے" (۵)

ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۶) ابن عبدالبر نے ربیع سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے ''ایمان قول وعمل اور دل کا اعتقاد ہے، اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں دیکھتے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (اللہ تمہارے ایمان کو۔ یعنی بیت المقدس کی طرف نماز کو۔ضائع کرنے والا نہیں ہے) تو یہاں نماز کا نام ایمان رکھا، اور یہ قول اور عمل اور دل کا ارادہ ہے'' (۶)

(۷) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ ''ایمان قول اور عمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے'' (۷)

(۸) اور بیہقی نے ابومحمد زبیری سے روایت کی ہے کہا کہ ایک آدمی نے شافعی سے کہا کہ کون سا عمل اللہ کے نزدیک افضل ہے؟ شافعی نے کہا: جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا ۔کہا وہ کیا ہے؟ کہا: اللہ پر ایمان جس کے سوا کوئی الہ نہیں، یہ درجے میں سارے اعمال سے اعلیٰ، مرتبہ میں سارے اعمال سے اشرف اور نصیب میں سب سے روشن ہے۔اس آدمی نے کہا آپ مجھے ایمان کے بارے میں کیوں نہ بتائیں کہ وہ قول وعمل ہے، یا قول بلاعمل ہے؟ شافعی نے کہا: ایمان اللہ کے لئے عمل ہے اور قول اس عمل کا حصہ ہے۔اس آدمی نے کہا: مجھے اسے بیان کیجئے یہاں تک کہ میں اسے سمجھ لوں ۔شافعی نے کہا: ایمان کے حالات ودرجات اور طبقات ہیں ،ان میں سے ایک تام ہے جو اپنے تمام کی منتہا کو پہنچا ہوا ہے۔اور ایک ناقص ہے جس کا ناقص ہونا واضح ہے۔اور ایک راجح ہے جس کا رجحان زائد ہے۔اس آدمی نے کہا اچھا تو ایمان پورا نہیں بھی ہوتا اور کم وبیش بھی ہوتا ہے؟ شافعی نے کہا ہاں ۔اس نے کہا کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ شافعی نے کہا: اللہ جل ذکرہ نے ایمان کو بنی آدم کے اعضاء پر فرض کیا ہے اور ان کے درمیان تقسیم کردیا اور ان کو بکھیر دیا ہے، چنانچہ اس کے اعضاء میں کوئی بھی عضو کو سونپے گئے حصے کے علاوہ ہے، اور اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔

ان اعضاء میں سے ایک عضو دل ہے، جس کے ذریعے انسان سمجھتا بوجھتا اور فہم رکھتا ہے، اور یہ اس کے جسم کا امیر ہے جس کی رائے اور امر کے بغیر باقی اعضاء نہ پیش قدمی کرتے ہیں نہ پلٹتے ہیں۔

اور اس کے اعضاء میں دونوں آنکھیں ہیں جن سے دیکھتا ہے۔اور دونوں کان ہیں جن سے سنتا ہے۔اور دونوں ہاتھ ہیں جن سے پکڑتا ہے۔اور دونوں پاؤں ہیں جن سے چلتا ہے، اور اس کی شرمگاہ ہے جس کی طرف سے قوت باہ ہے۔اور اس کی زبان ہے جس سے بولتا ہے۔اور اس کا سر ہے جسمیں اس کا چہرہ ہے۔

دل پر وہ چیز فرض کی ہے جو زبان پر فرض کردہ چیز سے مختلف ہے۔اور کانوں پر وہ چیز فرض کی ہے جو آنکھوں پر فرض کردہ چیز سے مختلف ہے۔اور ہاتھوں پر وہ چیز فرض کی ہے جو پیروں پر فرض کردہ چیز کے ماسوا ہے۔اور شرمگاہ پر وہ چیز فرض کی ہے جو چہرے پر فرض کردہ چیز کے ماسوا ہے۔

اللہ نے دل پر ایمان کا جو حصہ فرض کیا ہے وہ اقرار ومعرفت ہے، عزم اور رضا وتسلیم ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے

لائق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے نہ بیوی اختیار کی نہ بچہ، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں ، اور اللہ کے پاس سے جو بھی نبی یا کتاب آئی ہے اس کا اقرار تو یہ چیز ہے جو اللہ جل ثناؤہ نے دل پر فرض کی ہے، اور یہی اس کا عمل ہے: ﴿الا من اُکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان و لکن من شرح بالکفر صدرا﴾ (۸) (مگر جس پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔لیکن جس نے کفر کے ساتھ سینہ کھول دیا (تو ان پر اللہ کا غضب ہے الخ) اور فرمایا: ﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾ (۹) (یاد رکھو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں) اور فرمایا: ﴿من الذین قالوا ء امنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم﴾ (۱۰) (لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے منہ سے کہا کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے ہیں) اور فرمایا: ﴿وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ﴾ (۱۱) (تمہارے نفسوں میں جو کچھ ہے اس کو تم ظاہر کردیا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا)۔تو یہ وہ ایمان ہے جو اللہ نے دل پر فرض کیا ہے، اور یہی دل کا عمل ہے، اور یہی راس الایمان ہے۔

اور اللہ نے زبان پر یہ فرض کیا ہے کہ دل میں جو بات باندھ رکھی ہے اور جس کا اقرار کیا ہے اس کہے اور اس کی تعبیر کرے۔چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿قولوا ء امنا باللہ﴾ (۱۲) (تم لوگ کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے) اور فرمایا: ﴿وقولوا للناس حسنا﴾ (۱۳) (لوگوں سے اچھی بات کہو)۔تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے زبان پر فرض کی ہے۔یعنی دل کی بات کہنا اور اس کی تعبیر کرنا، اور یہی زبان کا عمل ہے، اور یہی وہ ایمان ہے جو اس پر فرض ہے۔

اور اس اللہ نے کان پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیز سننے سے منزہ رہے، اور اس کی منع کردہ چیز سے اسے دور رکھا جائے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ء ایت اللہ یکفر بھا و یستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم﴾ (۱۴) (اور تم پر اللہ نے کتاب میں یہ بات اتاری کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر اور استہزاء کیا جا رہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ دوسری بات میں لگ جائیں (ورنہ) تب تم لوگ بھی ان ہی جیسے ہو گے) پھر بھول کی جگہ کا استثناء کیا چنانچہ فرمایا: ﴿واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین﴾ (۱۵) (اور اگر تم کو شیطان بھلوا دے، اور تم ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، تو یاد آجانے کے بعد اس ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھنا) اور فرمایا: ﴿فبشر عباد، الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اولئک الذین ھدھم اللہ و اولئک ھم اولوا الالباب﴾ (۱۶) (میرے ان بندوں کو بشارت دے دو جو بات سنتے ہیں تو اس میں جو اچھا پہلو ہے اس کی پیروی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی لوگ ہیں جو عقل والے ہیں) اور فرمایا: ﴿قد افلح المؤمنون، الذین ھم فی صلاتھم خشعون﴾ الیٰ قولہ ﴿ھم للزکوۃ فعلون﴾ (۱۷) (مومنین کامیاب

ہوئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور جو لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ اور جو زکوۃ ادا کرتے ہیں اور فرمایا: ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾ (۱۸) (اور جب لغوبات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں) اور فرمایا: ﴿وَاِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ (۱۹) (اور جب لغو کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر گذر جاتے ہیں) یہ تو وہ چیز ہے جسے اللہ عز وجل ذکرہ نے فرض کیا ہے یعنی جو چیز حلال نہیں اس سے منزہ رکھنا۔ اور یہ کان کا عمل ہے، اور ایمان کا حصہ ہے۔

اور اللہ نے آنکھوں پر فرض کیا ہے کہ ان سے حرام چیز نہ دیکھیں، اور جس سے اس نے منع کیا ہے اس سے جھکائے رکھیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ (۴۰) الآتیین (مومنین سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں...... اور مومنات سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) یعنی اس بات سے محفوظ رکھیں کہ کوئی دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھے، یا خود اس کی شرم گاہ کی طرف دیکھا جائے، اور کہا کہ کتاب اللہ میں جو بھی شرمگاہ کی حفاظت ہے تو وہ زنا سے ہے، مگر یہ آیت کہ یہ نظر سے ہے۔ وہ تو یہ بات ہے جو اللہ نے دونوں آنکھوں پر فرض کی ہے، یعنی اسے پست رکھنا، اور یہ آنکھ کا عمل ہے، اور ایمان میں سے ہے۔

پھر دل کان اور نظر پر جو فرض ہے اس کی خبر صرف ایک آیت میں دی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ (۳۱) (اور جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا)۔ [امام شافعی نے] کہا اور شرمگاہ پر یہ فرض کیا ہے اسے اللہ کی حرام کردہ چیز کے ساتھ چاک نہ کرے ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ (۳۲) (اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں) اور فرمایا: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ (۳۳) الآیۃ (اور تم اس بات سے نہیں چھپ سکتے تھے کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری چمڑیاں گواہی دیں)۔ چمڑیوں سے مراد شرمگاہیں ہیں اور ران ہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ نے شرمگاہوں پر فرض کی ہے، یعنی جو چیز حلال نہیں اس سے اس کی حفاظت، اور یہ ان کا عمل ہے۔

کہا کہ اور ہاتھوں پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کر رکھی ہے اس کو ان سے نہ پکڑے، بلکہ وہ چیز پکڑے جس کا اس نے حکم دیا ہے، یعنی صدقہ، صلہ رحمی، جہاد فی سبیل اللہ، اور نمازوں کے لئے پاکی، چنانچہ اس بارے میں فرماتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (۳۴) الی آخر الآیۃ (اے ایمان والو! جب تم نماز کی جانب اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو) اور فرمایا: ﴿فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً﴾ (۳۵) (تو جب تم ان کافروں سے ٹکراؤ تو (پہلا کام) گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب کچل لو تو مضبوطی کے ساتھ باندھو، اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے) کیونکہ مار دھاڑ

،صلہ رحمی اور صدقہ ہاتھوں سے انجام پانے والے کام ہیں۔

اور دونوں پاؤں پر یہ فرض کیا کہ ان سے اللہ جل ذکرہ کی حرام کردہ چیز کی طرف نہ چلیں، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾ (۳۶) (تو زمین میں اکڑ کر نہ چل، نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑ کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے)۔

اور چہرے پر یہ فرض کیا ہے کہ اللہ کو رات اور دن میں اور نماز کے اوقات میں سجدہ کرے، چنانچہ اس بارے میں فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۳۷) (اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو، اور بھلائی کرو تاکہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ) اور فرمایا ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (۳۸) (اور مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو) مساجد سے مراد پیشانی وغیرہ وہ اعضاء ہیں جن پر ابن آدم سجدہ کرتا ہے۔

(امام شافعی نے) کہا کہ یہ تو وہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ نے ان اعضاء پر فرض کیا ہے۔ اور اللہ نے پاکی اور نماز کو اپنی کتاب مین ایمان کہا ہے، اور یہ اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ بیت المقدس کی جانب نماز پڑھنے سے پھیرا، اور آپ کو کعبہ کی جانب نماز پڑھنے کا حکم دیا، اور مسلمان سولہ مہینہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ چکے تھے، تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ فرمایئے کہ ہم نے بیت المقدس کی طرف جو نماز پڑھی ہے تو اس کا حال اور ہمارا حال کیا ہوگا؟ اس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (۳۹) (اللہ تمہارے ایمان کو برباد کرنے والا نہیں ہے، بے شک اللہ لوگوں کے ساتھ رؤف ورحیم ہے)۔ یہاں اللہ نے نماز کا نام ایمان رکھا ہے، لہٰذا جو اللہ سے اپنی نمازوں کی حفاظت کرتا ہوا، اپنے اعضاء کی حفاظت کرتا ہوا، اعضاء میں سے ہر عضو سے اللہ کا حکم اور اس کے مقرر کردہ فرض کو ادا کرتا ہوا، کامل الایمان ہو کر ملے وہ اہل جنت میں سے ہے، اور جو اللہ کے حکم میں سے کسی چیز کو قصداً چھوڑتا رہا ہو وہ اللہ سے ناقص الایمان ہوتا ہوا ملے گا۔ کہا کہ اب تم نے ایمان کے نقصان واتمام کو تو جان لیا لیکن اس کی زیادتی کہاں سے آئی؟

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ جل ذکرہ نے فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾ (۴۰) (جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کو اس سورت نے ایمان میں زیادہ کیا ہے؟ تو جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو تو وہ سورت ایمان میں زیادہ کرتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں لیکن جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے تو ان کو ان کی گندگی کے ساتھ گندگی میں اور بڑھاتی ہے اور وہ اس حال میں مرتے ہیں کہ کافر ہوتے ہیں) اور فرمایا ﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ (۴۱) (یہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے، اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور زیادہ کیا)۔

شافعی کہتے ہیں کہ اگر یہ ایمان کل کا کل ایک ہی ہوتا، اس میں کمی زیادتی نہ ہوتی تو اس میں کسی کو فضیلت نہ ہوتی، سارے لوگ برابر ہوتے، اور تفضیل باطل ہوتی، لیکن ایمان کے پورے ہونے سے مومنین جنت میں داخل ہوئے، اور ایمان میں زیادتی کی وجہ سے اللہ کے نزدیک جنت کے اندر درجات میں مؤمنین متفاضل ہوئے۔ اور ایمان میں کمی کی وجہ سے کوتاہی والے جہنم میں داخل ہوئے۔

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے درمیان مسابقہ کرایا ہے جیسے کہ گھڑ دوڑ کے دن گھوڑوں کے درمیان مسابقہ کرایا جاتا ہے، پھر یہ لوگ اپنی سبقت کے حساب سے اپنے درجات پر ہیں، چنانچہ ہر آدمی کو اسکی سبقت کے درجہ پر رکھا ہے اور اس میں اس کا حق کم نہیں کیا ہے، نہ کسی مسبوق کو سابق پر مقدم کیا ہے۔ اور نہ کسی مفضول کو فاضل پر، اور اسی وجہ سے اس امت کے اول کو آخر پر فضیلت دی ہے۔ اور ایمان کی طرف سبقت کرنے والے کو اس سے مؤخر رہ جانے والے پر فضیلت نہ ہوتی تو اس امت کا آخر اس کے اول کے ساتھ لاحق ہو جاتا (۳۲)

(۱) مناقب الشافعی (۱/۴۱۲، ۴۱۳) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ (۲/۷۰۲)۔ (۲) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۲/۷۰۱)۔ (۳) اسے ابوداود نے کتاب السنۃ میں باب فی القدر (۵/۶۶) حدیث نمبر (۴۶۹۱) میں اور حاکم نے مستدرک (۱/۸۵) میں ۔دونوں نے ابوحازم عن ابن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اگر ابن عمر سے ابوحازم کا سماع صحیح ہے تو شیخین کی شرط پر ہے۔ مگر شیخین نے اسے روایت نہیں کیا ہے اور ذہبی نے اس کو برقرار رکھا ہے۔ (۴) مناقب الشافعی (۱/۴۱۳)۔ (۵) مناقب الشافعی (۱/۴۱۳)۔ (۶) سورۃ البقرۃ: آیت ۱۴۳۔ (۷) الانتقاء ص ۸۱۔ (۸) مناقب الشافعی (۱/۳۸۷) ۔ (۹) سورۃ النحل: آیت نمبر ۱۰۶۔ (۱۰) سورۃ الرعد: آیت ۲۸۔ (۱۱) سورۃ المائدہ: آیت ۴۱۔ (۱۲) سورۃ البقرۃ: آیت ۲۸۴۔ (۱۳) سورۃ البقرۃ: آیت ۱۳۶۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۸۳۔ (۱۴) سورۃ النساء: آیت ۱۴۰۔ (۱۵) سورۃ الانعام: آیت ۶۸۔ (۱۶) سورۃ الزمر: آیت ۱۷، ۱۸۔ (۱۷) سورۃ المؤمن: آیات ۱-۴۔ (۱۸) سورۃ القصص: آیت ۵۵۔ (۱۹) سورۃ الفرقان: آیت ۷۲۔ (۲۰) سورۃ النور: آیات ۳۰، ۳۱۔ (۲۱) سورۃ الاسراء: آیت ۳۶۔ (۲۲) سورۃ المؤمنون: آیت ۵۔ (۲۳) سورۃ فصلت: آیت ۲۲۔ (۲۴) سورۃ المائدہ: آیت ۶۔ (۲۵) سورۃ محمد: آیت ۴۔ (۲۶) سورۃ الاسراء: آیت ۳۷۔ (۲۷) سورۃ الحج: آیت ۷۷۔ (۲۸) سورۃ الجن: آیت ۱۸۔ (۲۹) سورۃ البقرۃ: آیت ۱۴۳۔ (۳۰) سورۃ التوبۃ: آیات ۱۲۴، ۱۲۵۔ (۳۱) سورۃ الکہف: آیت ۱۳۔ (۳۲) مناقب الشافعی (۱/۳۸۷-۳۹۳)

صحابہ کے بارے میں ان کا قول

(۱) بیہقی نے شافعی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن ،توریت اور انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ثناء کی ہے، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی ان کے لئے ایسی فضیلت سبقت کر چکی ہے جو ان کے بعد کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ پس اللہ ان پر رحم کرے، اور انہیں صدیقین ،شہداء اور صالحین کی اعلیٰ منازل تک پہنچا کر اس بارے میں آئے ہوئے فضل سے شاد کام کرے، انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں پہنچائیں اور آپ کی اس حالت کا مشاہدہ کیا کہ آپ پر وحی نازل ہورہی تھی، پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو جانا کہ آپ کے ارشاد کا مقصود عام ہے یا خاص ،عزیمت ہے یا ارشاد، اور ان کو آپ کی وہ سنتیں معلوم ہوئیں جو ہمیں معلوم ہوئیں اور جو نہیں بھی معلوم ہوئیں، وہ ہر علم اور اجتہاد میں، ورع وعقل میں اور ہر اس معاملے میں جس سے کسی علم کا استدراک اور استنباط کیا جائے ہم سے بڑھ کر ہیں، ان کی رائیں ہمارے لئے زیادہ لائق حمد اور ہمارے نزدیک ہماری اپنی رایوں سے زیادہ بہتر ہیں۔ واللہ اعلم'' (۱)

(۲) اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا وہ تفضیل صحابہ کے سلسلے میں یوں کہہ رہے تھے: ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی'' (۲)

(۳) اور بیہقی نے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (۳) سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم'' (۴)

(۴) اور ہروی نے یوسف بن یحییٰ بویطی سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی سے پوچھا کہ کیا میں رافضی کے پیچھے نماز پڑھوں؟ انہوں نے کہا: رافضی اور قدری (منکر تقدیر) اور مرجی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ میں نے کہا آپ ہم سے ان کے اوصاف بتائیے، انہوں نے کہا: جو کہے کہ ایمان قول ہے وہ مرجئی ہے، اور جو کہے ابوبکر وعمر امام نہیں ہیں وہ رافضی ہے، اور جو مشیئت کو اپنی طرف قرار دے وہ قدری ہے'' (۵)

دین کے اندر کلام اور جھگڑے سے ان کی ممانعت:

(۵) ہروی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے ...... اگر آدمی اپنی علم کی کتابوں کی وصیت دوسرے کو کر جائے، اور اس میں کلام کی کتابیں بھی ہوں تو وہ وصیت میں داخل نہ ہوں گی، کیونکہ وہ علم نہیں ہے'' (۶)

(۶) اور ہروی نے حسن زعفرانی سے روایت کی ہے کہا کہ ''میں نے شافعی کو سنا کہہ رہے تھے کہ میں نے کلام میں کسی سے

مناظرہ نہیں کیا ہے مگر صرف ایک مرتبہ، اور میں اس سے بھی اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں" (۷)

(۷) اور ہروی نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا کہ "شافعی نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ ہر مخالف پر ایک بڑی کتاب تیار کردوں تو کرسکتا ہوں، لیکن کلام میری شان سے نہیں ہے، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی کوئی چیز میری طرف منسوب ہو" (۸)

(۸) اور ابن بطہ نے ابوثور سے روایت کی ہے کہ "مجھ سے شافعی نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کچھ بھی کلام کی چادر اوڑھی ہو پھر کامیاب رہا ہو" (۹)

(۹) اور ہروی نے یونس مصری سے روایت کی ہے کہا کہ "شافعی نے کہا: اللہ آدمی کو شرک کے سوا اپنی ہر منع کردہ چیز میں مبتلا کردے یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ کلام میں مبتلا کرے" (۱۰)

اصول دین کے مسائل میں یہ ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال، اور علم کلام کے تعلق سے یہ ان کا موقف۔

(۱) مناقب الشافعی (۱/۴۴۲)۔

(۲) مناقب الشافعی (۱/۴۴۲)

(۳) یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم مصری ابوعبداللہ ہے۔ اس کے بارے میں شیرازی کہتے ہیں کہ یہ "شافعی کے ساتھ رہا، ان سے فقاہت حاصل کی، اسے آزمائش (خلق قرآن کے معاملے) میں ابن ابی داود کے پاس لایا گیا، لیکن انہوں نے اس کی بات نہیں مانی، اور انہیں مصر واپس کردیا گیا۔ ۲۶۲ھ میں وفات پائی"۔ طبقات الفقہاء ص۹۹۔ ان کا ترجمہ طبقات الشافعیہ لابن ہدایۃ اللہ ص۳۰ اور شذرات الذہب (۲/۱۵۴) میں دیکھئے۔

(۴) مناقب الشافعی (۱/۴۴۳)۔

(۵) ذم الکلام (ورق-۲۱۵) اسے ذہبی نے بھی سیر (۱۰/۳۱) میں ذکر کیا ہے۔

(۶) ذم الکلام (ورق-۲۱۳) اسے ذہبی نے بھی سیر (۱۰/۳۰) میں ذکر کیا ہے۔

(۷) ذم الکلام (ورق-۲۱۳) اسے ذہبی نے بھی سیر (۱۰/۳۰) میں ذکر کیا ہے۔

(۸) ذم الکلام (ورق-۲۱۵)۔

(۹) الابانۃ الکبری ۵۳۵، ۵۳۶۔

(۱۰) مناقب الشافعی لابن ابی حاتم ص۱۸۲۔

پانچواں مبحث

امام احمد بن حنبل کا عقیدہ

توحید کے بارے میں ان کا قول:

(۱) طبقات الحنابلہ (۱) میں ہے کہ ''امام احمد سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: مخلوق سے مایوسی کے ساتھ استشراق کو قطع کرنا''

(۲) اور حنبل کی کتاب المحنہ (۲) میں ہے کہ امام احمد نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم رہا، اور قرآن اللہ عزوجل کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، اور ہر جہت پر ہے اور اللہ عزوجل نے خود اپنے آپ کو جس چیز سے متصف کیا ہے اسے اس سے زیادہ کسی چیز سے متصف نہیں کیا جائے گا''۔

(۳) ابن ابی یعلی نے ابوبکر مروزی سے ذکر کیا ہے کہ ''میں نے احمد بن حنبل سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا جنہیں جہمیہ، صفات اور رؤیت اور اسراء اور عرش کے قصے کے سلسلے میں مسترد کرتے ہیں تو انہوں نے ان احادیث کو صحیح کہا، اور کہا کہ امت نے انہیں قبول کیا ہے، اور یہ خبریں جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزاری جائیں گی'' (۳)

(۴) اور عبداللہ بن احمد نے کتاب السنہ میں کہا کہ احمد نے کہا: ''جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کلام نہیں کرتا وہ کافر ہے، البتہ ہم ان احادیث کو ویسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں'' (۴)

(۵) اور لالکائی نے حنبل (۵) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام احمد سے رؤیت (قیامت کے دن اللہ کے دیدار) کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: صحیح احادیث پر ہم ایمان رکھتے اور ان کا اقرار کرتے ہیں، اور جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمدہ سند کے ساتھ مروی ہے ہم اس پر ایمان لاتے اور اقرار کرتے ہیں'' (۶)

(۶) اور ابن جوزی نے مناقب میں مسدد (۲) کے نام احمد بن حنبل کا مکتوب ذکر کیا ہے، اور اس میں ہے کہ: ''اللہ کو اسی چیز سے متصف کرو جس سے اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اور اللہ سے اس چیز کی نفی کرو جس کی اس نے خود اپنے آپ سے نفی کی ہے......'' (۷)

(۷) اور امام احمد کی کتاب الرد علی الجہمیہ میں ان کا یہ قول آیا ہے کہ: جہم بن صفوان نے یہ سمجھا ہے کہ جو شخص اللہ کو کسی ایسی چیز سے متصف کرے جس سے اس نے خود اپنے آپ کو اپنی کتاب میں متصف کیا ہے، یا جس کو اس کے رسول نے بیان کیا ہے تو وہ کافر

ہو جائے گا، مشبہہ میں سے ہوگا'' (۸)

(۸) اور ابن تیمیہ نے (اپنی کتاب) درء میں امام احمد کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ: ''ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عرش پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جس طرح چاہا، بغیر کسی حد اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حد مقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کیلئے ہیں، اور وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں (۹)

(۹) اور ابن ابی یعلی نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ آخرت میں نہیں دیکھا جائے گا وہ کافر ہے قرآن کو جھٹلانے والا ہے'' (۱۰)

اور ابن ابی یعلی نے عبداللہ بن احمد سے ذکر کیا ہے کہا کہ میں نے اپنے والد سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ نے موسی سے کلام کیا تو کسی آواز کے ساتھ کلام نہیں کیا، تو میرے والد نے کہا: ''اس نے آواز کے ساتھ کلام کیا ہے، اور ان احادیث کو ہم ویسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے وہ آئی ہیں'' (۱۱)

(۱۱) اور لالکائی نے عبدوس بن مالک العطار سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ احمد بن حنبل کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ''.......اور قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، اور تم یہ کہنے سے کمزور نہ پڑو کہ وہ مخلوق نہیں ہے، کیونکہ اللہ کا کلام اسی سے ہے، اور کوئی چیز جو اس سے ہو وہ مخلوق نہیں ہے'' (۱۲)

(۱) طبقات الحنابلہ (۱/۴۱۶) ۔ (۲) کتاب المحنہ ص ۶۸ ۔ (۳) طبقات الحنابلہ (۱/۵۶) ۔ (۴) السنہ ص ۷۱ (مطبوعہ دار الکتب العلمیہ) ۔ (۵) یہ حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ہلال بن اسد، ابو علی شیبانی ہیں اور احمد بن حنبل کے چچیرے بھائی ہیں، ان کے متعلق خطیب کہتے ہیں کہ ''یہ ثقہ ہیں، ثبت ہیں ۔ ۲۷۳ھ میں وفات پائی'' ۔ تاریخ بغداد (۸/۲۸۶، ۲۸۷) ان کا ترجمہ طبقات الحنابلہ (۱/۱۴۳) میں دیکھئے ۔ (۶) شرح عقتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۲/۵۰۷) ۔ (۷) یہ مسدد بن مسرہد بن مسربل اسدی بصری ہیں، ذہبی ان کے بارے میں کہتے ہیں: ''امام، حافظ، حجت، ۲۲۸ھ میں وفات پائی'' سیر اعلام النبلاء (۱۰/۵۹۱) ان کا ترجمہ تہذیب التہذیب (۱۰/۱۰۷) میں دیکھئے ۔ (۸) مناقب الامام احمد ص ۲۲۱ ۔ (۹) الرد علی الجہمیہ ص ۱۰۴ ۔ (۱۰) درء تعارض العقل والنقل (۲/۳۰) ۔ (۱۱) طبقات الحنابلہ (۱/۵۹، ۱۴۵) ۔ (۱۲) طبقات الحنابلہ (۱/۱۸۵) ۔ (۱۳) شرح اصول عقتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (۱/۱۵۷) ۔

تقدیر کے بارے میں ان کا قول

(۱) ابن جوزی نے مناقب میں مسدد کے نام احمد بن حنبل کا جو مکتوب ذکر کیا ہے، اس میں کہا کہ: ''اچھی اور بری میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان رکھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے'' (۱)

(۲) اور خلال نے ابو بکر مروزی سے روایت کی ہے کہا کہ ابو عبداللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ''خیر اور شر بندوں پر مقدر ہے۔ ان سے کہا گیا: اللہ نے خیر پیدا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ نے اس کو مقدر کیا ہے'' (۲)

(۳) اور امام احمد کی کتاب السنہ میں ان کا یہ قول آیا ہے کہ ''اچھی اور بری تھوڑی اور زیادہ، ظاہر اور باطن میٹھی اور کڑوی، پسندیدہ اور ناپسندیدہ، خوب اور ناخوب، اول اور آخر ساری تقدیر اللہ کی طرف سے ایک فیصلہ ہے جسے اس نے اپنے بندوں پر نافذ کیا ہے، اور ایک تقدیر ہے جو اس نے مقدر کی ہے، کوئی اللہ کی مشیت سے آگے نہیں جا سکتا، اور نہ اس کے فیصلے سے تجاوز کر سکتا ہے'' (۳)

(۴) اور خلال نے محمد بن ابی ہارون سے اور انہوں نے ابو الحارث سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو عبداللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے: ''پس اللہ عز وجل نے طاعت اور معاصی مقدر کی ہیں، اور خیر و شر مقدر کیا ہے، اور جسے نیک بخت لکھا ہے نیک بخت ہے، اور جسے بد بخت لکھا ہے وہ بد بخت ہے'' (۴)

(۵) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو سنا، اور ان سے علی بن جہم نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا تھا جو انکار تقدیر کا قائل ہے کہ آیا وہ کافر ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ ''جب وہ علم کا انکار کرے، جب یہ کہے کہ اللہ جانتا نہیں تھا یہاں تک کہ اس نے علم پیدا کیا تب جانا تو اس نے اللہ کے علم کا انکار کیا، لہذا یہ کافر ہے'' (۵)

(۶) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ: ''ایک بار میں نے اپنے والد سے قدری (منکر تقدیر) کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا، اگر وہ اس بارے میں مخاصمہ کرتا ہو اور اس کی طرف بلاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو'' (۶)

ایمان کے بارے میں ان کا قول:

(۷) ابن ابی یعلی نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''ایمان کی افضل ترین خصلتوں میں سے اللہ کی راہ میں محبت اور اللہ کی راہ میں بغض ہے'' (۷)

(۸) اور ابن جوزی نے امام احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ((اکمل المومنین ایمانا أحسنهم خلقا)) (مومنین میں سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں سب سے زیادہ

اچھا ہو) (۸)

(۹) اور خلال نے سلیمان بن اشعث (۹) سے روایت کی ہے کہا کہ ابو عبد اللہ نے کہا: ''نماز اور زکوٰۃ اور حج اور نیکی ایمان سے ہے، اور معصیتیں ایمان کو کم کر دیتی ہیں'' (۱۰)

(۱۰) عبد اللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو کہتا ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے اور بڑھتا اور گھٹتا ہے، لیکن وہ استثناء (ان شاء اللہ) نہیں کہتا کیا وہ مرجئ ہے؟ انہوں نے کہا میں امید کرتا ہوں وہ مرجئ نہ ہوگا..... میں نے اپنے والد کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ استثناء نہ کرنے والے کے خلاف حجت، اہل قبور کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ: ''وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون'' (۱۱) (ہم تمہارے ساتھ ان شاء اللہ لاحق ہونے والے ہیں) (۱۲)

(۱۱) عبد اللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد رحمہ اللہ کو سنا ان سے ارجاء کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ''ہم کہتے ہیں کہ ایمان قول و عمل ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے، جب آدمی زنا کرے اور شراب پئے تو اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے'' (۱۳)

(۱) مناقب الامام احمد ص ۱۶۹، ۱۷۲، طبع دار الآفاق الجدیدہ۔ (۲) السنۃ للخلال (ورقہ-۸۵)۔ (۳) السنہ ص ۶۸۔ (۴) السنۃ للخلال (ورقہ-۸۵)۔ (۵) السنہ لعبد اللہ بن احمد ص ۱۱۹۔ (۶) السنہ (۳۸۴/۱)۔ (۷) طبقات الحنابلہ (۲۷۵/۲)۔ (۸) اسے احمد نے مسند (۲۵۰/۲) میں، ابوداود نے کتاب السنہ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ (۶۰/۵) حدیث نمبر (۴۶۸۲) میں ترمذی نے کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجہا (۴۵۷/۳) حدیث نمبر ۱۱۶۲) میں، سب نے ابوسلمہ عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، اس کے بارے میں ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، صحیح ہے۔ (۹) مناقب الامام احمد ص ۱۷۲، نیز دیکھئے ۱۵۳، ۱۶۸۔ (۱۰) یہ ابوداود سلیمان بن اسحاق بن اشعث بجستانی صاحب السنن ہیں، ان کے متعلق ذہبی کہتے ہیں: ''امام ثبت سید الحفاظ'' ۲۷۵ھ میں وفات پائی، تذکرۃ الحفاظ (۵۹۱/۲) ان کا ترجمہ تاریخ بغداد (۵۵/۹) میں دیکھئے۔ (۱۱) السنۃ للخلال (ورقہ-۹۶)۔ (۱۲) اسے مسلم نے کتاب الجنائز، باب مایقال عند الدخول القبور والدعاء لاہلہا (۶۶۹/۲) حدیث نمبر (۹۷۴) میں عطاء عن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے۔ (۱۳) السنۃ لعبد اللہ (۳۰۷/۱، ۳۰۸) طبعہ محققہ۔

صحابہ کے بارے میں ان کا قول

(۱) امام احمد کی کتاب السنہ میں حسب ذیل بات آئی ہے: ''سنت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کے محاسن ذکر کئے جائیں اور ان کی خامیوں کے ذکر سے رک جایا جائے ، اور اس اختلاف کے ذکر سے بھی رک جایا جائے جو ان کے درمیان پیدا ہوگیا تھا، لہٰذا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو یا ان میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہے تو وہ بدعتی ہے ، رافضی ہے، خبیث ہے، جفاکار ہے، اللہ اس کے فرض و نفل قبول نہیں کرے گا، بلکہ ان کی محبت سنت ہے، ان کے لئے دعا قربت ہے ، ان کی اقتداء وسیلہ ہے اور ان کے آثار کو اختیار کرنا فضیلت ہے'' پھر کہا کہ ''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب چار کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں، کسی کے لئے جائز نہیں ان کی خامیوں میں سے کچھ بھی ذکر کرے، اور نہ یہ درست ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی عیب یا نقص کی طعنہ زنی کرے، اگر کوئی ایسا کرے تو سلطان پر ضروری ہے کہ تادیب کرے، اور اسے سزا دے، یہ نہیں کہ اسے معاف کردے''۔ (۱)

(۲) اور ابن جوزی نے مسدد کے نام احمد کا جو رسالہ ذکر کیا ہے، اس میں ہے: ''اور یہ کہ تم عشرہ کے لئے یہ شہادت دو کہ وہ جنت میں ہیں: یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر، سعد اور سعید، عبد الرحمٰن بن عوف اور ابوعبیدہ بن جراح۔ اور جن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے ان کیلئے ہم بھی جنت کی شہادت دیں گے'' (۲)

(۳) عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ائمہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ''ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی'' (۳)

(۴) اور عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو کہتے ہیں کہ علی خلیفہ نہ تھے ، انہوں نے کہا کہ ''یہ برا، ردی قول ہے'' (۴)

(۵) اور ابن جوزی نے احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''جو علی کے لئے خلافت ثابت نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے'' (۵)

(۶) اور ابن ابی یعلی نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''جو علی بن ابی طالب کو چوتھا خلیفہ نہ مانے اس سے بات نہ کرو، اور اس سے مناکحت بھی نہ کرو'' (۶)

دین میں کلام اور خصومات سے ان کی ممانعت

(۷) ابن بطہ نے ابوبکر مروزی سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے: ''جو کلام کو لے گا کامیاب نہ ہوگا، اور جو کلام کو لے گا وہ جہمی ہونے سے نہ بچے گا'' (۷)

(۸) اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں احمد سے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''صاحب کلام کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اور قریب نہیں کہ تم کوئی ایسا آدمی دیکھو جو کلام میں نظر کرتا ہو مگر اس کے دل میں فساد ہوگا'' (۸)

(۹) اور ہروی نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہا کہ ''میرے والد نے عبید اللہ بن یحیی بن خاقان کو لکھا کہ میں صاحب کلام نہیں ہوں، اور ان میں سے کسی بھی چیز میں کلام کو درست نہیں سمجھتا، مگر جو اللہ کی کتاب میں ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہو، اور جو اس کے علاوہ ہو تو اس میں کلام محمود نہیں ہے'' (۹)

(۱۰) اور ابن جوزی نے موسیٰ بن عبداللہ طرسوی سے روایت کی ہے کہ کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا کہہ رہے تھے کہ: ''اہل کلام کے ساتھ مجالست نہ کرو، اگر چہ وہ سنت کی مدافعت کریں'' (۱۰)

(۱۱) اور ابن بطہ نے ابوالحارث صائغ سے روایت کی ہے کہا کہ (احمد نے کہا:) جو کلام کو پسند کرے وہ اس کے دل سے نہ نکلے گا، اور تم صاحب کلام کو نہیں دیکھو گے کہ وہ کامیاب ہوتا ہو'' (۱۱)

(۱۲) اور ابن بطہ نے عبید اللہ بن حنبل سے روایت کی ہے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ کہ میں نے ابوعبداللہ کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ: ''تم لوگ سنت کو لازم پکڑو، اللہ تم کو اس سے نفع دے گا، اور تم لوگ خوض وجدال اور جھگڑے سے دور رہو، کیونکہ جو شخص کلام کو پسند کرے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا، اور جو بھی کلام ایجاد کرے اس کا آخری معاملہ بدعت کی طرف ہوگا، کیونکہ کلام، خیر کی دعوت نہیں دیتا، اور میں کلام اور خوض وجدال کو پسند نہیں کرتا، اور تم لوگ سنت اور آثار اور فقہ کو پکڑو، جس سے تم نفع اٹھا سکو، اور جدال اور کجروں کے کلام اور جھگڑے چھوڑ دو، ہم نے لوگوں کو پایا ہے کہ وہ اسے نہ جانتے تھے، اور اہل کلام سے کنارہ کش رہتے تھے، اور کلام کا انجام خیر کی طرف نہیں پلٹتا، اللہ ہمیں اور تمہیں آفتوں سے بچائے، اور ہمیں اور تمہیں ہر ہلاکت سے سالم رکھے'' (۱۲)

(۱۳) اور ابن بطہ نے الابانۃ میں احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: ''جب تم آدمی کو دیکھو کہ وہ کلام کو پسند کرتا ہے تو اس سے بچو'' (۱۳)

تو یہ ہیں اصول دین کے مسائل میں امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال، اور یہ ہے علم کلام کے بارے میں ان کا موقف۔

(۱) السنۃ لعبداللہ بن احمد (۱/ ۳۰۷)۔ (۲) کتاب السنۃ للامام احمد ۷۷، ۷۸۔ (۳) مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۷۰ دارالآفاق الجدیدہ ۔ (۴،۵) السنۃ ص ۲۲۵۔ (۶) مناقب الامام احمد ص ۱۶۳ طبع دارالآفاق۔ (۷) طبقات الحنابلہ (۴۵/۱)۔ (۸) الابانہ (۵۳۸/۲)۔ (۹) جامع البیان العلم وفضلہ (۹۵/۲) طبع دارالکتب العلمیہ ۔ (۱۰) یہ ابوالحسن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان ترکی پھر بغدادی ہے اس کے متعلق امام ذہبی کہتے ہیں: وزیر کبیر..... متوکل اور معتمد کا وزیر..... اور متوکل کے نزدیک قبول و مرتبہ پایا، کشادہ دل اور سخی تھا"۔ ابن ابی یعلیٰ کہتے ہیں: اس نے ہمارے امام سے کئی چیزیں نقل کیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے کہا میں نے احمد کو سنا وہ کہہ رہے تھے: "میں اپنے آپ کو سلطان کے مال سے منزہ رکھتا ہوں، لیکن وہ حرام نہیں ہے"۔ ۲۶۳ھ میں وفات پائی ۔ سیر اعلام النبلاء (۹/۱۳) طبقات الحنابلہ (۲۰۴/۱)۔ (۱۱) ذم الکلام (ورقہ - ۲۱۶ - ب)۔ (۱۱) مناقب الامام احمد ص ۲۰۵۔ (۱۲، ۱۳، ۱۴) الابانہ لابن بطہ (۵۹۳/۲)۔

خاتمہ

گذشتہ بحث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ائمہ اربعہ کے اقوال ایک دوسرے کے مطابق اور متفق ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ایک ہے، سوائے مسئلہ ایمان کے کہ اس میں امام ابوحنیفہ منفرد ہیں، تاہم یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کرلیا تھا۔

پس یہی عقیدہ ہے جو اس لائق ہے کہ مسلمانوں کو ایک برابر کلمہ پر اکٹھا کردے اور انہیں دین میں تفرقہ سے بچالے، کیونکہ یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے حاصل کیا گیا ہے، لیکن تھوڑے ہی لوگ ہیں جو ان ائمہ کے عقیدے کو سمجھتے ہیں اور اسے اس طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے، اور اس کا ویسا ہی فہم رکھتے ہیں جیسا کہ فہم رکھنے کا حق ہے، کیونکہ یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ ائمہ تفویض کے قائل تھے، نص کے پڑھ لینے کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے، گویا اللہ نے وحی کو محض عبث اتار دیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ (۱) (یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے، بابرکت ہے، تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبر کریں، اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں)۔

اور فرماتا ہے: ﴿وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ، نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ ، عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُنذِرِينَ ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾ (۲) (یہ رب العالمین کی نازل کردہ ہے۔ اسے روح امین نے آپ کے دل پر اتارا ہے۔ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں ہے)۔

اور فرماتا ہے: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (۳) (ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تم لوگ سمجھو)۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب کو اس کی آیات میں تدبر کرنے اور اس سے نصیحت پکڑنے کے لئے اتارا ہے اور بتلایا ہے کہ وہ واضح عربی زبان میں ہے تاکہ لوگ اس کے معنی کو جانیں اور سمجھیں۔ اور جب اللہ نے اس کو اس آیات میں تدبر کرنے کے لئے واضح عربی زبان میں نازل کیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جن کی طرف یہ کتاب نازل کی گئی ہے ان کے لئے اس زبان کے مقتضی کے مطابق اس کے معنی کو جاننا آسان ہو۔ پھر اگر اس کے معنی جاننا ممکن نہ ہو تو اس کا نازل کرنا عبث ہوتا۔ اس لئے ان کلمات کا کوئی فائدہ نہیں جو کسی قوم پر نازل ہوں اور اس کے نزدیک ان حروف مہملہ کے درجے ہوں جن کا کوئی معنی نہیں۔

لہٰذا یہ قول صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ کے عقیدے پر ظلم ہے اور ان پر ایسی تہمت ہے جس سے وہ بری ہیں۔ وہ

وحی کی نصوص کے معانی کو جانتے اور سمجھتے تھے، کیونکہ وہ عہد نبوت سے قریب تھے بلکہ وہ سب سے زیادہ اس کے سمجھنے کے اہل تھے، وہ اللہ تعالٰی کی ایسی عبادت کرتے تھے جیسی کہ انہوں نے کتاب وسنت کی دلالت سے سمجھی تھی، اور اللہ تعالٰی کی طرف سے جس کے حق اور شریعت ہونے کا عقیدہ رکھا تھا۔ پس جب انہوں نے اپنے معبود تک پہنچانے والے راستے کو سمجھا تو وہ اپنے معبود کو صفات کمال کے ذریعہ کیوں نہ پہنچانیں گے، اور ان نصوص کے معنی کو کیوں نہ سمجھیں گے جن کے ذریعہ اللہ نے اپنے آپ کو بندوں سے پہچنوایا ہے۔

حاصل یہ کہ ان ائمہ اربعہ کا عقیدہ ہی صحیح عقیدہ ہے جو کتاب وسنت کے اندر ایک صاف ستھرے چشمہ سے آیا ہے جس میں تاویل وتعطیل یا تشبیہ وتمثیل کا کوئی شائبہ نہیں۔ تعطیل کرنے والے اور تشبیہ دینے والے نے صفات الٰہیہ سے صرف اتنا ہی سمجھا ہے جتنا مخلوق کے لائق ہے، اور یہ اس بات کے خلاف ہے جس پر اللہ نے بندوں کو پیدا کیا ہے کہ اس کے مثل کوئی چیز نہیں، نہ اس کی ذات میں، نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے افعال میں۔

اور اللہ ہی سے میرا سوال ہے کہ وہ اس رسالہ سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور انہیں ایک عقیدے اور ایک راستے پر یعنی کتاب وسنت کے عقیدے پر، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور سنت پر جمع کردے۔ اور اللہ قصد کے پیچھے ہے، اور وہی ہمارے لئے کافی ہے، اور بہترین کارساز

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد۔

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان نے خالصتا اللہ کی رضا کے لئے اس کتاب کو انٹرنیٹ پر شائع کیا۔

فہرست مصادر ومراجع

(۱) آداب الشافعی ومناقبہ: ابن ابی حاتم، تحقیق: عبدالغنی عبدالخالق، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲) الابانہ عن اصول الدیانہ: ابوالحسن اشعری، د/فوقیہ حسین، طبع اول ۱۳۹۷ھ، دارالانصار، قاہرہ۔

(۳) البنایہ فی شرح الہدایہ: ابومحمد محمود عینی طبع دارالفکر الاَدبی ۱۴۰۱ھ بیروت۔

(۴) اجتماع الجیوش الاسلامیہ: ابن القیم طبع دارالکتب العلمیہ، ایک اور طبع الفرزوق، الریاض۔

(۵) الاسماء والصفات: البیہقی طبع داراحیاء التراث العربی

(۶) الاعتقاد والہدایہ الی سبیل الرشاد: البیہقی، تحقیق احمد عاصم الکاتب، طبع دارالآفاق الجدیدہ، بیروت ۱۴۰۱ھ۔

(۷) اتحاف السادۃ المتقین: زبیدی، طبع دارالفکر، بیروت۔

(۸) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء: ابن عبدالبر، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت۔

(۹) الایمان: شیخ الاسلام، طبع دارالطباعۃ المحمدیہ تحقیق: محمد الہراس۔

(۱۰) التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید: حافظ ابن عبدالبر، تحقیق: مصطفیٰ علوی ودیگراں، وزارۃ الاوقاف اسلامیہ المملکۃ المغربیہ۔

(۱۱) التوسل والوسیلہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ تحقیق ربیع بن ہادی، طبع مکتبہ لینہ مصر، ایک اور طبع: دارالکتب العربی، تحقیق: عمادالدین حیدر ۱۴۰۵ھ (طبع اول)

(۱۲) السنۃ: عبداللہ بن احمد، تحقیق: د/محمد سعید قحطانی، طبع دار ابن القیم، دمام ۱۴۰۶ھ، ایک اور طبع، تحقیق: ابوحاجر محمد سعید بسیونی زغلول، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ۔

(۱۳) السنۃ: ابن ابی عاصم، طبع المکتب الاسلامی، بیروت، طبع اول۔

(۱۴) السنن الکبریٰ: امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی، طبع دارالفکر، بیروت۔

(۱۵) الموسوعۃ العربیۃ المیسرۃ: طبع دارنہضۃ لبنان للطباعۃ والنشر، بیروت۔

(۱۶) الرسالہ: امام محمد بن ادریس شافعی، تحقیق: احمد محمد شاکر طبع الحلبی۔

(۱۷) الدرالمختار حاشیہ ردالمختار: محمد امین مشہور بابن عابدین، طبع البابی الحلبی۔

(۱۸) الرد علی الجہمیہ والزنادقہ: امام احمد بن حنبل، تحقیق د/عبدالرحمٰن عمیرہ، طبع دوم ۱۴۰۲ھ۔

(۱۹) تاریخ بغداد: خطیب بغدادی، طبع دارالکتاب العربی، بیروت لبنان، ایک اور طبع دارالکتب العلمیہ، داراللواء، الریاض

(۲۰) تقریب التہذیب: ابن حجر، طبع المعرفہ، بیروت، لبنان ۱۳۹۵ھ۔

(۲۱) تہذیب الاسماء واللغات: نووی، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲۲) تاریخ الحاد فی الاسلام: عبدالرحمٰن بدوی، مکتبہ النہضہ، قاہرہ۔

(۲۳) ترتیب المدارک وتقریب المسالک: قاضی عیاض، طبع وزارۃ الاوقاف، المغرب، ایک دوسری طبع، مکتبۃ الحیات

بیروت۔

(۲۴) تذکرۃ الحفاظ: ذہبی، طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔

(۲۵) تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر عسقلانی، طبع دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد، ہندوستان۔

(۲۶) جامع بیان العلم وفضلہ: حافظ ابن عبدالبر، طبع دارالکتب الاسلامیہ، طبع دوم ایک اور طبع المکتبہ العلمیہ، مدینہ منورہ۔

(۲۷) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، طبع دارالکتب العربی، بیروت، لبنان ۱۳۸۷ھ۔

(۲۸) درءتعارض العقل والنقل: تحقیق محمد رشاد سالم جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، طبع اول ۱۴۰۲ھ۔

(۲۹) ذم الکلام: ہروی، مخطوط۔

(۳۰) سنن ابی داود: امام حافظ ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، طبع دارالحدیث سوریا۔

(۳۱) سنن النسائی: امام احمد بن علی بن شعیب النسائی، طبع دارالبشائر، بیروت ۱۴۰۶ھ۔

(۳۲) سنن الترمذی: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، طبع مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر، طبع دوم ۱۳۹۸ھ

(۳۳) سیر اعلام النبلاء: ذہبی، تحقیق شعیب ارناؤط مع دیگران، طبع مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۰۲ھ۔

(۳۴) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب: عبدالحی بن عماد حنبلی، طبع دارالمسیرہ، بیروت۔

(۳۵) شرح الفقہ الاکبر: قاری، طبع دارالکتب العلمیہ۔۔

(۳۶) شرح الوصیہ: ملاحسن بن الاسکندر، طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ، ہندوستان۔

(۳۷) شرح السنۃ: امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی، تحقیق وتخریج احادیث: شعیب ارناؤط، المکتب الاسلامی، طبع اول ۱۳۹۰ھ

(۳۸) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ: ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسین طبری لالکائی، تحقیق: د/احمد سعد حمدان، دارطیبہ

للنشر والتوزیع الریاض۔

(۳۹) شرف اصحاب الحدیث: ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی، تحقیق: محمد بن سعید الخطیب اوغلی، طبع داراحیاء

السنة النبویۃ۔
(۴۰) شرح العقیدہ الطحاویہ: علی بن ابی العز حنفی طبع دار البیان، ایک دوسری طبع مع تحقیق البانی، المکتب الاسلامی، بیروت
(۴۱) الشریعہ: امام ابو بکر محمد بن حسین آجری، تحقیق: محمد حامد فقی طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۴۰۳ھ۔
(۴۲) صحیح البخاری: ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری مع فتح الباری، جسکی کتب، ابواب اور احادیث کی ترقیم محمد بن فؤاد عبدالباقی نے کی ہے، اور اس کے اخراج وتصحیح کا کام اور طباعت کی نگرانی محب الدین الخطیب، المکتبہ السّلفیہ، نے کی ہے۔
(۴۳) صحیح مسلم: امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیسابوری، نشر وتقسیم رئاسۃ ادارات البحوث العلمیہ والافتاء، ریاض ۱۴۰۰ھ۔
(۴۴) صفۃ العلو: ابن قدامہ، طبع مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ایک اور طبع بتحقیق بدر البدر، الکویت۔
(۴۵) طبقات الحنابلہ: قاضی ابو الحسین محمد بن ابی یعلی، طبع دار المعرفہ، بیروت۔
(۴۶) طبقات الفقہاء: ابو اسحاق شیرازی شافعی طبع دار الرائد العربی، بیروت، طبع دوم ۱۴۰۱ھ۔
(۴۷) عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث: ابو عثمان اسماعیل صابونی، مطبوعہ ضمن مجموعۃ الرسائل المنیریہ، ایک دوسری طبع، بتحقیق بدر البدر، الدار السّلفیہ، کویت۔
(۴۸) العلو: ذہبی طبع المکتبہ السّلفیہ، مدینہ ۱۳۸۸ھ۔
(۴۹) الفقہ الاکبر مع شرح قاری، طبع دارۃ الکتب العلمیہ۔
(۵۰) الفقہ الابسط، تحقیق: محمد زاہد الکوثری، طبع مطبعۃ الانوار، قاہرہ۔
(۵۱) قطف الثمر فی بیان عقیدہ اہل الاثر: محمد صدیق خان، تحقیق: د/عاصم بن عبداللہ بن عبداللہ قریوطی، طبع شرکۃ الشرق الاوسط، عمان اردن۔
(۵۲) قلائد عقود العقیان: ابو القاسم عبدالعلیم بن عثمان الیمنی، مخطوط مکتبہ مرکزیہ، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ۔
(۵۳) لسان العرب: ابن منظور، طبع دار صادر بیروت۔
(۵۴) لسان المیزان: حافظ ابن حجر عسقلانی، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، طبع دوم ۱۳۹۰ھ۔
(۵۵) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: جمع وترتیب عبدالرحمٰن بن قاسم، طبع موسسۃ الرسالہ۔
(۵۶) مسائل الامام احمد: ابو داود سجستانی طبع دار المعرفہ للطباعۃ والنشر، بیروت۔
(۵۷) المستدرک علی الصحیحین: حاکم، طبع مکتبہ ابن العربی، لبنان۔

(۵۸) مسند امام احمد بن حنبل، طبع المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر ۔

(۵۹) مناقب ابی حنیفہ: امام احمد مکی، طبع دار الکتب العربی ۔

(٦٠) مناقب الشافعی: بیہقی، تحقیق سید احمد صقر طبع اول ۱۳۹۱ھ۔ دار التراث، مصر ۔

(٦١) منہاج السنۃ النبویہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: ڈاکٹر محمد رشاد سالم ۱۴۰٦ھ طبع جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ
دوسری طبع مکتبۃ الریاض الحدیثہ ۔

(٦٢) النور اللامع والبرہان الساطع: ناصری، مخطوط مکتبہ سلیمانیہ ترکی نمبر ۲۹۷۳ ۔

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

فہرست موضوعات

صفحہ	موضوع
	مقدمہ
	پہلا مبحث: یہ بیان کہ اصول دین میں ائمہ اربعہ کا عقیدہ ایک ہے
	دوسرا مبحث: امام ابو حنیفہ کا عقیدہ:
	الف۔توحید کے بارے میں ان کا قول
	ب۔تقدیر کے بارے میں ان کا قول
	ج۔ایمان کے بارے میں ان کا قول
	د۔صحابہ کے بارے میں ان کا قول
	ھ۔دین میں کلام وخصومات سے ان کی ممانعت
	تیسرا مبحث: امام مالک بن انس کا عقیدہ:
	الف۔توحید کے بارے میں ان کا قول
	ب۔تقدیر کے بارے میں ان کا قول
	ج۔ایمان کے بارے میں ان کا قول
	د۔صحابہ کے بارے میں ان کا قول
	ھ۔دین میں کلام وخصومات سے ان کی ممانعت
	چوتھا مبحث: امام شافعی کا عقیدہ:
	الف: توحید کے بارے میں ان کا قول
	ب۔تقدیر کے بارے میں ان کا قول
	ج۔ایمان کے بارے میں ان کا قول
	د۔صحابہ کے بارے میں ان کا قول
	ھ۔دین میں کلام خصومات سے ان کی ممانعت

موضوع	صفحہ

پانچواں مبحث: امام احمد بن حنبل کا عقیدہ:

الف۔ توحید کے بارے میں ان کا قول

ب۔ تقدیر کے بارے میں ان کا قول

ج۔ ایمان کے بارے میں ان کا قول

د۔ صحابی کے بارے میں ان کا قول

ھ۔ دین میں کلام وخصومات سے ان کی ممانعت

خاتمہ

فہرست مصادر ومراجع

فہرست موضوعات

http://www.muwahideen.tk

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان